سستا اور کم وقت میں علاج

جنسی مسائل

اپنا علاج خود کیجیے!



حکیم مرزا اصفدر بیگ

سستا اور کم وقت میں علاج

جنسی مسائل

اپنا علاج خود کیجئے!

ہمارے ہاں عموماً طب کے شعبہ میں بڑی مشکل اور پیچیدہ زبان استعمال کی جاتی ہے اور ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں کہ پڑھنے والا پریشان ہو جاتا ہے اور ان الفاظ کے بارے میں مشکل میں پڑ جاتا ہے۔ کتاب ہذا میں جنسی مسائل پر کھل کر بات کی ہے، ہر بات کو دائرہ اخلاق میں رہتے ہوئے بیان کی گئی ہے۔

مصنف:

پروفیسر حکیم مرزا اصفدر بیگ

ناشران

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان

Ph: +92 (0544) 614977 - 0321-5440882

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ایڈیشن : فروری 2010ء
نام کتاب : جنسی مسائل، اپنا علاج خود کیجئے!
مصنف : پروفیسر حکیم مرزا اصفدر بیگ
اہتمام : شاہد حمید
سرورق : ابو اِمامہ
کمپوزنگ : زیر اہتمام بک کارنر شوُروم جہلم
قیمت : -/150 روپے

ناشران:
بُک کارنر شوُروم
بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم شہر، پاکستان
فون نمبر: 0544-614977 موبائل: 0321-5440882، 0323-5777931
ای میل: showroom@bookcorner.com.pk, info@ bookcorner.com.pk
www.bookcorner.com.pk

انتساب

اپنے دوست

''چوہدری عمران اصغر''

کے نام

مرزا اصفدر بیگ

فہرست

تعارف

علم طب کی اہمیت کا باعث یہ ہے کہ اس علم کے ذریعہ سے انسان کی صحت وتندرستی اور زندگی کا قیام ہے۔ انسان کے جسم کی تمام مشینری صرف اس حالت میں چل سکتی ہے جب وہ ہر قسم کے امراض سے محفوظ اور خطرے سے دور ہو۔ اگر جسم کا نظام بگڑا تو تمام علوم اور ترقیاں بھی رک جاتی ہیں۔ علم طب کی کئی شاخیں ہیں۔ ان تمام شاخوں میں قانونِ نسل سب سے اہم اور ضروری علم ہے۔ کیونکہ یہی وہ علم ہے جس پر انسانی نسل کے قیام اور بقا کا دارومدار ہے۔ اس لئے علم طب میں سب سے مفید علم جنسی تعلیم ہے۔

ہمارے نوجوانوں میں اس علم کی شدید کمی محسوس کی جاتی ہے اور اسی لاعلمی کی وجہ سے ہی وہ طرح طرح کے جنسی مسائل میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے نوجوان گندے رسائل ولٹریچر اور کوک شاستروں وغیرہ جیسی بیہودہ کتابوں سے یہ علم چوری چوری حاصل کرتے ہیں۔ اسی لاعلمی سے فائدہ اُٹھا کر کئی عطائی اور اناڑی اشتہار باز رہزنی بھی کرتے ہیں۔ ضرورت اس چیز

کی ہے کہ نوجوانوں کو مثبت، مفید اور درجہ ء اخلاق کے اندر رہتے ہوئے صحیح جنسی معلومات فراہم کی جائیں۔

یہ کتاب انہی تازہ معلومات سے لبریز ہے اور میرے نزدیک یہی خوبی اسے جنسیات و مردانہ امراض اور مسائل پر چھپی ہوئی تمام طبی کتابوں سے ممتاز کرتی ہے۔ مرزا صاحب سے میری وقتاً فوقتاً اس موضوع پر بات ہوتی رہی ہے اور ان کے دادا مرحوم سے بھی مجھے کبھی کبھار ملنے کا موقع ملتا رہا ہے۔ جو طب پر اپنے وسیع تجربے کی وجہ سے کافی شہرت رکھتے تھے۔ جب مرزا صاحب نے اس کتاب کا تذکرہ مجھ سے کیا اور اس کے موضوع پر رائے طلب کی تو میں نے اس کا مسودہ دیکھنے کی فرمائش ظاہر کی۔ اس کا مسودہ میں نے پڑھا اور اس میں درج مضامین پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ مرزا صاحب کے اصرار پر اس کتاب پر ''اظہار خیال'' کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ ناظرین اور خاص کر نوجوان اس کے مطالعہ سے جدید ترین معلومات سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ اس کے مضامین کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ!

پیش لفظ اور وجہ تصنیف کے بعد جو کہ ہر کتاب کا لازمہ ہیں، دوسرے باب میں جوانی کی حفاظت کے موضوع پر بات کی گئی ہے۔ نوجوانوں کو مفید اور ضروری صحتی ہدایات دی گئی ہیں۔ اس کے بعد مردانہ تولیدی نظام کا بیان کیا گیا ہے۔ خوشگوار جنسی زندگی اس کتاب کا اہم اور اصل موضوع ہے۔ جس میں جنسی امراض، اُن کی تشخیص، وجوہات، علامات اور علاج کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جن میں جریان، احتلام، سرعت،

جنسی کمزوری، کثرتِ شہوت، جلق، آتشک، سوزاک، عقم، عدم انزال، رقتِ منی، قلتِ منی، وغیرہ پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے۔ اس کے بعد خاندانی منصوبہ بندی اور سب سے اہم اس سلسلہ میں علما کے فتاویٰ جات شامل کر کے اس موضوع کو نہایت اہم بنا دیا گیا ہے۔

بچپن، جوانی، بڑھاپا اور جوانی، شادی، بڑھاپا میں مدارجِ زندگی کو بڑے زبردست افسانوی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ جنسی مسائل سوالاً جواباً، اس باب میں مختلف جنسی سوالات کے جوابات جدید تحقیق کے مطابق دیئے گئے ہیں اور سلسلہ میں جدید معلومات سے مکمل استفادہ کیا گیا ہے۔ شادی کی اہمیت، شادی کی صلاحیت، اس کے مالی و اخلاقی پہلو پر بھی بات کی گئی ہے۔ عام جسمانی صحت کا ازدواجی صلاحیت سے تعلق، علم تولید کی رو سے ساتھی کا انتخاب، تولیدی اعضاء اُن کی بناوٹ، جنسی گلینڈز، مادہ تولید، اس میں موجود سپرم، عضو کے جسمانی سائز، جنسی تکنیک، عورتوں اور مردوں کے درمیان جنسی خواہشات، مباشرت کا وقت، جنسی سرد پن اور اس کی وجہ، مشت زنی اس کے نقصانات اس کے نفسیاتی پہلو پر تحقیقی نظر، شادی کی عمر، شادی کیوں ضروری ہے اس پر ماہرین کے اظہارِ خیالات، مرض ایڈز پر طویل تحریر اور اس طرح کے نہایت دلچسپ اور مفید موضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہسٹریا کیا ہے؟، اس کی علامات و وجوہات، جنسی زندگی کی حفاظت کے لیے ہدایات، مقوی مفرد اور مرکب اغذیہ اور ادویہ کے بیان کے ساتھ موضوع کو ختم کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ خالص

جنسی وطبی کتاب ہے اور جنسیات پر پوری آزادی سے روشنی ڈالنے کے باوجود یہ کوشش کی گئی ہے کہ تہذیب وتمدّن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ جس سے کسی قسم کی بداخلاقی کا اظہار ہوسکے۔ مرد کے پاک جنسی جذبہ پر یہ تصنیف ایک انمول چیز ہے۔ گمراہ بالغ اور بری صحبت کا شکار نوجوان جو طرح طرح کے جنسی مسائل اور امراض کا شکار ہیں اور جنسی کم علمی کے شکار شادی شدہ حضرات جب ایک بار اس کتاب کو پڑھ لیں گے تو مان جائیں گے کہ ان کی جنسی الجھنوں کا حل وعلاج بہت حد تک بیان کردیا گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خدا کی مہربانی اور بزرگوں کی دعاؤں سے یہ کوشش اور محنت کامیاب ثابت ہوگی۔

ہومیوڈاکٹر ارشد محمود D.H.M.S

پیش لفظ

جس طرح جہالت اور لاعلمی پاپ ہے، اِسی طرح فحاشی اور عریانی گناہ کبیرہ ہیں۔ ہمارا مشرقی معاشرہ اِن چیزوں کا کسی صورت متحمل نہیں ہو سکتا، جو درجہ اخلاق سے گری ہوئی ہوں۔ اِنسانی زندگی میں ہمارے معاشرے میں سب سے اہم مقام صحت اور پر مسرت زندگی کو حاصل ہے۔ صحت اور خوشی نہ ہو تو کچھ نہیں، علم اور عمل کا مقام بعد میں آتا ہے۔ پھر صحت کا تعلق ہے علم طب سے، اور طب میں جو پہلا مقام انسان تو الد و تناسل کو حاصل ہے وہ اس کے دوسرے شعبوں کو حاصل نہیں۔ اس کا نام ہے ازدواجی زندگی کے تعلقات۔ ماہرینِ جنسیات کی رائے میں جنسی ضرورت غذائی ضرورت سے کم نہیں۔ ہمارے ملک میں نہ جانے یہ کیسی سوچ ہے کہ علم جنسیات (Sex Knowledge) پر ذرا بھی بولنا یا لکھنا پرلے درجے کا بھونڈا پن سمجھا جاتا ہے۔ ویسے چاہے کتنی ہی بری باتیں کیوں نہ ہوتی رہیں۔ ٹی وی وغیرہ پر چاہے کیسے ہی اشتہار کیوں نہ چلائے جائیں جیسے چاہب، سبز ستارہ کی مصنوعات وغیرہ کے اشتہارات۔ اُن پر تو کوئی پابندی نہیں مگر پابندی ہے تو جنسی تعلیم پر لکھنے پر اور اُس پر بات کرنے پر۔ جب

جسم انسانی کے ہر عضو کا نام لینے اور اُن سے کام لینے میں ہمیں شرم و عار نہیں تو پھر ان آلات کے متعلق جنسی اور طبی معلومات کے متعلق شرم و حیا اور نوجوان نسل کو محروم رکھنا کیا معنی رکھتا ہے۔ آج سے چالیس پچاس سال پہلے سکولوں کے اندر سرخ و سپید بچے نظر آتے تھے لیکن اب سارے سکول کو چھاننے پر شاید مشکل سے دو چار نکل آئیں جنہیں تندرست اور صحت مند و خوبصورت کہا جا سکے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیوں یہ ایک علیحدہ موضوع ہے اور اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے لیکن اس کا بنیادی سبب ناقص مادہ تولید ہے جس سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے بچوں کی موجودہ کمزوری ہماری کمزور نسل کشی کا نتیجہ ہے۔ اس لیے کہ ہم اور ہمارے نوجوان جنسی تعلیم سے بہرہ ور نہیں ہیں۔ کیا ہماری یہ خواہش نہیں ہونی چاہئے کہ

۱۔ ہم خود تندرست رہیں یہاں تک کہ بوڑھے ہو جانے پر بھی ہمارے اعضاء اچھا کام دے سکیں۔

۲۔ ہماری عورتیں تندرست اور حسین رہیں اور ہماری بہترین رفیق حیات ثابت ہوں۔

۳۔ ہماری آئندہ نسل تندرست اور طاقتور پیدا ہو اور امراض سے محفوظ رہے۔

اگر ہماری یہ تینوں خواہشیں سچی اور جائز ہیں تو یقیناً آپ کو اس کتاب میں وہ سب کچھ ملے گا جو ان خواہشات کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے۔

پہلی بات

علمِ طب کی مختلف شاخیں ہیں مثلاً ناک، کان، گلے، آنکھ کے امراض کا علیحدہ علیحدہ علاج کیا جاتا ہے۔ امراضِ سینہ کے لئے علیحدہ ڈاکٹر موجود ہیں۔ سرجری کے لئے وسیع پیمانے پر علیحدہ وارڈ اور ہسپتال قائم کئے گئے ہیں۔ ہر مرض کی مختلف شاخیں ہیں اور ہر شاخ کے متعلق پوری کوشش کی جاتی ہے تاکہ ضرورت مند پوری طرح فائدہ اٹھا سکیں۔ ان تمام شاخوں میں قانونِ نسل سب سے زیادہ قیمتی اور ضروری علم ہے اور یہی وہ علم ہے جس کی روح سے نسل انسانی کی بقاء اور قیام ہے۔ اردو زبان میں اس موضوع پر علیحدہ سے بہت کم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ عام طور پر طبی کتابوں میں دوسرے امراض کے ساتھ ساتھ اس کا بھی مختصراً تذکرہ ملتا ہے۔ چونکہ بعض لوگوں نے کوک شاستر، پریم شاستر وغیرہ کے ناموں سے بعض ایسی کتابیں لکھی ہیں جو گندی اور عریاں تحریروں سے لبریز تھیں اس کی وجہ سے یہ علم بدنام ہو گیا۔ ہندو پاک میں کوک شاستر کی بڑی شہرت ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ جی اصل کتاب نہیں ملتی وغیرہ لیکن آپ حیران ہوں گے یہ سن کر کہ پنڈت کوکا نام کا کوئی شخص پاک و ہند میں پیدا نہیں ہوا اس سے طرح طرح کی کہانیاں وابستہ کی جاتی ہیں مگر یہ محض من گھڑت کہانی اور افسانہ ہے میں نے بذات خود اس طرح کی کئی کتابوں مثلاً مہا کوک شاستر، اصلی کوک شاستر وغیرہ کا مطالعہ کیا ہے اور ایک قلمی نسخہ اپنے استاد الاستاد مرزا احمید صاحب کے پاس

بھی دیکھا مگر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ سب بکواس اور فضول ہیں۔

ہمارے ہاں یہ حالت ہے کہ ایک نوجوان جو ایف اے، بی اے اور ایم اے کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور جب وہ کالج سے نکلتا ہے اور عملی زندگی میں آتا ہے تو اس کی جنسی معلومات بالکل صفر ہوتی ہے سوائے ان غلط سلط اور بیہودہ باتوں کے جو وہ اپنے دوستوں کی محفل میں سنتا ہے اور ہر نوجوان اپنے آپ کو جنسی طور پر بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ جس سے نوجوان جنسی احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اور نوبت یہاں تک آ پہنچتی ہے کہ بہت سے بیچارے شادی کے نام سے گھبراتے ہیں۔

قرآن جیسی مقدس کتاب میں بھی اِنسان کے جنسی نظام کو بیان کیا گیا ہے مثلاً سورۃ القیامہ کی آخری آیات ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: ''کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ وہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ ایک قطرہ منی نہ تھا جو (رحم میں) ٹپکایا گیا تھا؟ پھر وہ خون کا لوتھڑا بنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا پھر اس کے اعضاء درست کئے پھر اُس کی دو قسمیں بنا دیں مرد اور عورت۔ کیا اس کو اس بات پر قدرت نہیں کہ مردوں کو جلا اُٹھائے۔''

(سورۃ القیامہ، آیت نمبر ۳۶ تا ۴۰)

جنس کے متعلق معلومات حاصل کرنا ہرگز خلافِ تہذیب نہیں ہے جس طرح یہ معلوم کرنے میں کہ آنکھ سے ہم کیوں کر دیکھتے ہیں ناک سے

کیونکہ سونگھتے ہیں اور کان سے کیونکر سنتے ہیں کوئی بے شرمی اور بے حیائی کی بات نہیں اسی طرح یہ معلوم کرنے میں کہ بچہ کیونکر پیدا ہوتا ہے، عورت کے فرائض کیا ہیں اور مرد کے فرائض کیا ہیں۔ شادی شدہ زندگی میں عورت کی کیا ذمہ داریاں ہیں، مرد کی کیا ذمہ داریاں ہیں نیز بچوں کی پرورش کیونکر کی جاتی ہے؟ اس سلسلہ میں ان کے متعلق بالتفصیل طبّی معلومات حاصل کرنا ہر مرد و عورت کا فرض ہونا چاہئے۔

مشہور امریکی مصنف

''ڈیل کارنیگی''

کی پانچ ارب سے زائید فروخت ہونے والی معروف کتاب

HOW TO STOP WORRING AND START LIVING

کا سلیس اُردو ترجمہ

پریشان ہونا چھوڑیئے جینا سیکھئے!

مترجم: سحرش وارث

آفسٹ پیپر، دیدہ زیب سرورق اور مضبوط جلد بندی کے ساتھ قیمت:-/250 روپے صرف

بُک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم

Ph: +92 (0544) 614977 - Mob: 0321-5440882

Email: showroom@bookcorner.com.pk - Web: www.bookcorner.com.pk

پرنٹرز۔ پبلشرز۔ کمپوزرز۔ ڈیزائنرز۔ بُک سیلرز۔ ہول سیلرز اینڈ لائبریری آرڈر سپلائرز

باب نمبر ۱

جوانی کی حفاظت

جوانی اصل میں کسی خاص عمر کا نام نہیں ہے اٹھارہ اور چالیس سال کے درمیانی عرصہ کا نام اگر جوانی ہوتا تو آپ اٹھارہ سال کے بوڑھے اور ساٹھ سال کے جوان نہ دیکھتے دراصل جوانی صحت اور تندرستی کا نام ہے اور جسم کے تمام اعضاء اپنے اپنے فعل کو پوری طرح سرانجام دیں۔

تندرستی ایک باغ ہے جس میں میووں کے درخت اور رنگ برنگ کے پھول ہیں اس باغ کی لذت انسان کو بیخود بنا دیتی ہے اور اس گلشن کے پھولوں کی مست خوشبو کا نام مسرت ہے۔ لیکن ناعاقبت اندیش انسان اس نعمت کی قدر اُس وقت کرتا ہے جب وہ اس کھو بیٹھتا ہے جب وہ اسے برباد کر ڈالتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ آج کل کے نوجوان عالمِ شباب میں مشت زنی اور جلق جیسی بُری عادات میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی برباد کر بیٹھتا ہے اور پھر در در کی خاک چھانتا پھرتا ہے۔ ان افعال سے خون کمزور ہو جاتا ہے چہرے پر زردی چھا جاتی ہے آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں چار قدم چلنے سے دل دھڑ کنے لگتا ہے غرض یہ کہ طاقت جسمانی منقود ہو جاتی ہے رہا سہا تیل جو چراغ میں ہوتا ہے وہ روز مرہ کے جریان اور احتلام وغیرہ کھینچ لیتے ہیں۔ عضو مخصوص پتلا، کمزور اور چھوٹا ہو جاتا ہے جس سے فریقین کو وہ لذت و مسرت حاصل نہیں ہوتی جو تندرت

جوڑے کو حاصل ہوتی ہے اس طرح دونوں ہی تسکین سے محروم رہتے ہیں مرض بڑھ جانے پر ملاپ کی قوت بالکل مفقود ہو جاتی ہے اس درجہ پر پہنچ کر حالت خطرناک ہو جاتی ہے اور وہ مہلک امراض میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو زندہ درگور کر لیتا ہے۔

یہ عادات جس قدر مرد کے لئے خطرناک ہیں اسی قدر عورت کے لئے بھی خطرناک ہیں لاتعداد حسین عورتیں اپنے حسن کو انہی بد عادات میں برباد کر ڈالتی ہیں جو عورت ان عادات میں مبتلا ہوتی ہیں انہیں ناف کا ٹلنا (مردوں میں بھی) کثرتِ ایام سیلان جیسی مہلک امراض لاحق ہو جاتی ہیں اس کے اور بھی اسباب ہیں۔

میرے نوجوان دوستو! اپنی جوانی کے پودے کو خود جڑ سے نہ کاٹو اپنی قیمتی زندگی کے خود نادان دوست مت بنو یہ مت بھولو کہ اب تو عیش سے گزار لو گے جب تکلیف ہوگی تو مختلف دواخانوں اور معالجوں سے دوا منگوا لیں گے اور پھر تندرست ہو جائیں گے یہ درست نہیں ہے پرہیز علاج سے بہتر ہے یعنی ویرج (منی) کی حفاظت۔ لڑکا جب بارہ یا تیرا سال کا ہوتا ہے تو اس کے جسمانی کے اعضاء تیزی سے بڑھتے ہیں اگرچہ اس کے جنسی اعضاء اب بھی پہلے والی حالت میں رہتے ہیں یہ ایک قدرت قانون ہے کہ تمام جانداروں میں پہلے جسمانی اعضاء بڑھوتری مکمل کرتے ہیں اس کے بعد جنسی اعضاء میں پختگی آتی ہے اور وہ اپنے فطری فعل کو بخوبی ادا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جب جسم کی بڑھوتری تقریباً پایہ تکمیل پر ہو جاتی ہے تو

خصیئے زیادہ مقدار میں ہارمونز پیدا کرنے لگتے ہیں اور جنسی اعضاء میں تیزی سے بڑھوتری ہونے لگتی ہے مردانہ عضو زیادہ بڑا لمبا اور خصیئے زیادہ بڑے اور سخت ہونے لگتے ہیں اور جوہر حیات یعنی منی پیدا کرنے لگتے ہیں۔

جوانی کے زمانے کی ابتدا غذا، آب وہوا، حالات ماحول اور عمر کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ گرم ممالک میں خصوصاً ہمارے ملک پاکستان میں جوانی کا زمانہ اکثر چودھویں یا پندرہویں سال کے قریب ہوتا ہے جوانی کے فوراً بعد جو وقت آتا ہے اُسے بھرپور شباب کہتے ہیں جو تقریباً انیس یا بیس سال کی عمر تک جاری ہوتا ہے اس طوفانی زمانہ میں جذبات کی تسکین اور آرام کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ غذا سادہ اور ایسی ہو جس سے جنسی جذبات نہ بڑھ سکیں ۔ محنت، مطالعہ اور ورزش کی جائے نیک اور پسندیدہ لوگوں کی صحبت ہو، فحش لٹریچر، اخلاق سوز فلمیں اور ناولوں سے پرہیز کیا جائے اگر بے چینی معمول سے زیادہ ہو تو نیک دوستوں اور ماہر جنسیات معالجوں سے مشورہ کرنا چاہئے۔

باب نمبر۲

جوان لڑکوں کو چند ضروری صحتی ہدایات

(۱) جنسی اعضاء کو صحت مند اور تندرست رکھنے کے لئے عام جسم کی صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ان کی صفائی اور پاکیزگی بھی ضروری ہے۔

(۲) پیشاب کی خواہش ہونے پر فورا کر دینا چاہئے پیشاب کو روکنے سے احتلام ہونے لگتا ہے رات کو سوتے وقت ضرور پیشاب کرنا چاہئے۔ قبض نہ ہونی چاہئے۔ موئے زیرِ ناف کی صفائی بھی ہر ہفتے کرنی چاہئے۔

(۳) جنسی خواہش جوانی کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے اس لئے نوجوانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ پختگی حاصل ہونے تک اپنی جنسی امنگوں کو قابو میں رکھیں تا کہ آگے چل کر مناسب وقت پر وہ ان سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

(۴) عورتوں سے بات چیت کرنے سے سخت پرہیز ضروری نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ لڑکیوں کے ساتھ جسمانی اختلاط سے دور رہیں اس طرح جنسی جذبات جوش میں آجاتے ہیں اور پھر اس کی تسکین کے لئے غلط راستوں یا گناہگارانہ تعلقات قائم کر کے مصیبت میں پھنسنا پڑتا ہے۔

(۵) انسانی نسل کی بڑھوتری کے لئے شادی مذہبی، اخلاقی اور قانونی طریقہ ہے لہٰذا جنسی جذبات کو غلط راستوں پر ڈالنے کی بجائے اسے کنٹرول میں رکھ کر شادی تک محفوظ رکھنا چاہیے تا کہ آپ ازدواجی زندگی کا پورا فائدہ

اٹھا سکیں۔

(۶) جب تک آپ پورے طور پر جوان نہ ہوں اور روزگار کا ذریعہ پیدا نہ ہو جائے، شادی نہ کی جائے۔

(۷) غیر فطری جنسی تسکین کے طریقوں سے بچنا چاہئے نیز بازاری عورتوں سے بچنا چاہئے ایسی بیشتر عورتیں جنسی امراض مثلاً آتشک، سوزاک اور ایڈز وغیرہ میں مبتلا ہوتی ہیں۔

(۸) نوجوانوں کو رات کو جلدی سونا اور صبح جلدی اٹھنا چاہئے رات کو دیر سے سونا اور صبح دیر سے جاگنا نوجوانوں کی نا صرف عام صحت بلکہ جنسی صحت کے لئے بھی مضر ہے۔

(۹) تنگ پتلون نہ پہننی چاہئے کیونکہ اس سے جلد اور تناسلی اعضاء پر دباؤ پڑتا ہے۔

(۱۰) اگر خدانخواستہ کوئی مرض لگ جائے تو اشتہاری دواؤں اور عطائیوں کے علاج سے پرہیز کرنا چاہئے بلکہ کسی ماہرِ جنسیات معالج سے ہی علاج کرانا چاہئے۔

باب نمبر۳

مردانہ تولیدی نظام

انسانی تولیدی نظام میں مرد کا کردار یہ ہے کہ وہ نطفے بناتا ہے اور ان خلیوں کو عورت کے تولیدی راستوں میں چھوڑتا ہے۔ عورت کے مقابلے میں مرد میں نطفوں کی پیدائش کا عمل آسان ہے۔ نطفے خصیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ خصیئے انسانی مشین میں ایک نہایت قیمتی اور کارآمد حصہ ہے یہ چھوٹی چھوٹی انڈے جیسی دو گلٹیاں ہیں جن میں ویرج پیدا ہوتا ہے۔ خصیوں میں نطفے کی پیدائش انسانی درجہ حرارت (37.3 سینٹی گریڈ) سے کچھ کم درجہ حرارت پر ہوتی ہے۔ خصیوں میں کم درجہ حرارت کو ان خودکار عضلات کی حرکات برقرار رکھتی ہے۔ یہ عضلات گرمی یا سردی میں پھیلتے یا سکڑتے ہیں۔ خون خصیوں میں جا کر منی کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد خصیوں کی نالی میں ہر وقت منی بنتی رہتی ہے، لیکن ہیجان کے علاوہ اس کی تیاری کم اور آہستہ ہوتی ہے۔ تیاری کے بعد یہ دو نالیوں کے ذریعے خصیوں میں سے خزائنِ منی میں چلی جاتی ہے اور وہیں جمع رہتی ہے اور انزال کے وقت خزائن سے زیادہ مقدار میں خارج ہوتی ہے نطفے عام آنکھ سے نظر نہیں آتے مگر خوردبین سے دیکھنے پر مینڈک کے ابتدائی بچوں کی طرح حرکت کرتے نظر آتے ہیں انسان کی پیدائش انہی نطفوں پر منحصر ہے منی ایک قیمتی جوہر ہے اس کے اندر وہ کیڑے ہوتے ہیں جن سے انسان

بنتا ہے اس لئے اس کو صحیح معنی میں انسان کہنا چاہئے۔ منی کا اخراج جھٹکوں سے ہوتا ہے یہاں تک کہ پورے اخراج میں تقریباً ایک چمچہ بھر منی خارج ہوتی ہے جس کے اندر تین سے چار ہزار ملین (۳ سے ۴ ارب) سے زائد کیڑے موجود ہوتے ہیں کئی ایک جنسی غلطیوں کی وجہ سے بعض مردوں میں حمل ٹھہرانے والے حیوانات منویہ موجود نہیں ہوتے لیکن ان کا ویرج دیکھنے میں بالکل ٹھیک معلوم ہوتا ہے ایسی حالتوں میں باقاعدہ علاج سے کیڑے پیدا ہو سکتے ہیں ان حالات میں کسی مستند ماہرِ جنسیات، حکیم یا طبیب سے مشورہ کرنا چاہئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان نقصانات کی تلافی ہو ہی نہیں سکتی جو انسان سے سرزد ہو چکی ہوتی ہیں۔ علاج معالجہ سے صرف اتنا ہوتا ہے کہ ناکارہ مشین کی مرمت ہو جاتی ہے اور وہ کام دینے لگتی ہے۔ مگر جس طرح نئی مشین اور مرمت شدہ مشین کے کام میں فرق ہوتا ہے وہ باقی رہ جاتا ہے اسی طرح جاتی کمزوری وغیرہ کے مریض کی مشین جب چالو ہو جائے تو اس کی دیکھ بھال پر خاص توجہ رکھنی چاہئے اور ہر سال موسمِ سرما میں بغیر ضرورت بھی ایک دو ماہ مقوی ادویات اور مقوی غذائیات کا استعمال کرنا چاہئے۔

باب نمبر ۴

خوشگوار جنسی زندگی

جہاں تک مردانہ امراض کا تعلق ہے اس میں ایلو پیتھک، آیورویدک، یونانی، بایو کیمک اور ہومیو پیتھک کے چوٹی کے مجربات موجود ہیں لیکن چونکہ میرا تعلق طبِ یونانی سے ہے اس لئے یہاں پر اس کی روشنی میں علاج اور ادویات درج کی جائیں گی۔ جہاں تک نسخہ جات کا تعلق ہے تو وہی نسخہ جات بیان کئے جائیں گے جو اکثر و بیشتر میرے استعمال میں رہتے ہیں اور جن کے فوائد میں خود مشاہدہ کر چکا ہوں اور یہ میری بزرگوں کی خدمت کا نتیجہ ہے کہ ایسے ایسے درِ نایاب تحریر کر رہا ہوں کہ تجربے پر پورا اتریں گے اور استعمال کرنے والا ان کے فیض سے محروم نہیں رہے گا۔

جریان:

جریان کو عام لوگ دھات جانا بھی کہتے ہیں۔ اس میں مادہ منویہ جو درحقیقت انسان کا جوہر حیات ہے، پیشاب کرتے وقت پیشاب کی نالی سے بلا ارادہ خارج ہوا کرتا ہے۔ میلاپ کے بغیر ویرج کا نکلنا خواہ وہ پیشاب سے پہلے ہو بعد یا درمیان میں خارج ہو یا چلتے پھرتے کام کرتے وقت خیالاتِ شہوانی کے پیدا ہونے سے جاری ہو جائے یا حرکات یا کسی چیز کو مس کرنے سے نکل جائے وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ میلاپ یا کوئی ایسی

صورت کے علاوہ جس میں اخراج منی کی کوشش کی جائے۔ اگر منی بلا ارادہ خارج ہوتو اسے جریانِ منی کہتے ہیں۔

تشخیصِ مرض:

جب یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی سفید یا زرد یا سیاہی مائل پتلی یا گاڑھی رطوبت عضو کے راستے سے خارج ہوتی ہے تو اس کی شناخت کی ضرورت ہے کہ وہ رطوبت کیا ہے۔ کیا وہ واقعی منی ہے یا کوئی اور رطوبت۔ کیونکہ عضو کے راستے سے مندرجہ ذیل رطوبت خارج ہو سکتی ہے۔

۱۔ منی ۲۔ ودی ۳۔ مذی ۴۔ گردوں کی چربی ۵۔ پیپ اور دوسری رطوبت۔

یاد رہے کہ پیپ میں ایک قسم کی بُو ہوتی ہے اور اس کے ساتھ خون کا کوئی قطرہ نکل آئے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ پیپ ہے اور پیشاب کی نالی یا مثانہ وغیرہ میں زخم ہے یہ منی نہیں ہے۔ لہذا اس کے مطابق علاج کیا جائے۔

مذی:

یہ ایک رطوبت ہے جو عضو کے تناؤ میں آ جانے پر یا شہوت انگیز مناظر دیکھنے پر یا شہوت انگیز خیالات آنے پر پیشاب کی نالی سے خارج ہو جاتی ہے تاکہ احلیل اجزائے منی کے لیے چکنا ہو کر صاف ہو جائے اور منی بلا کسی رکاوٹ کے خارج ہو سکے۔

ودی:

اس رطوبت کا نام ہے جو پیشاب نکلنے کے وقت پیشاب کے سوراخ میں آ جاتی ہے اور اپنی لیس دار رطوبت کی وجہ سے احلیل کی دیواروں کو رگڑ اور پیشاب کی ترشی سے محفوظ رکھتی ہے ان دونوں رطوبتوں کا تعلق ضروریات سے ہے۔

مگر جب ان غدودوں کی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں تو یہ بھی کثرت سے نکلنا شروع ہو جاتی ہیں اور ایسی حالت میں جب یہ ضرورت سے زیادہ نکلیں تو تناؤ میں کمی آ جاتی ہے اور انسان کو کمزور کر دیتی ہیں۔

گردوں کی چربی:

یہ خصوصاً اس وقت نکلتی ہے جب میلاپ کے بعد پیشاب کیا جائے یہ لیس دار سفیدی مائل اور پتلی رطوبت کے رنگ میں نکلتی ہے اور یہ گردوں کی کمزوری کی علامت ہوتی ہے۔

منی:

یہ عام طور پر پیشاب سے ملی ہوئی یعنی پیشاب کے درمیان یا پہلے یا بعد میں خارج ہوتی ہے اس میں ایک قسم کی بو ہوتی ہے اور بعض دفع اس کے اخراج میں لذت محسوس ہوتی ہے۔

وجوہات:

جلق، کثرت ملاپ، کثرت منی، محرکِ شہوت مناظر دیکھنا، حدت

منی، سینما فلم وغیرہ، غیر فطری حرکات، محرک اشیاء مثلاً چائے، قہوہ، منشیات،

شراب وغیرہ کا بکثرت استعمال، گرم مقوی غذائیں مثلاً گوشت پلاؤ وغیرہ کا

بکثرت استعمال، قبض، سوزش، پتھری گردہ، بواسیر، بدہضمی وغیرہ۔

علامات:

پیشاب اور پاخانہ کے وقت منی کا اخراج ہوتا ہے۔ کمزوری، لاغری، سرعت، بدہضمی، دردِ سر، کمزوری دماغ وغیرہ عوارض پیدا ہوتے ہیں۔ حافظہ کی کمزوری، نیند کم آنا، مریض کاہل اور سست ہو جاتا ہے، بالآخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ ذرا سی تحریک سے، رگڑ لگنے سے یا محض ملاپ ہی سے بلا نعوظ کچھ حظ آ کر یا بلا حظ ہی انزال ہو جاتا ہے۔ مریض تنہائی پسند ہو جاتا ہے۔

علاج:

سیلانِ مذی یا ودی اور اُن کے علاج قریب قریب ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور جریان کی دوائی اکثر مذی یا ودی کے لئے بھی مفید ثابت ہوتی ہے۔ اصل سبب مرض کو دور کریں، اگر جریان جلق یا کثرتِ ملاپ کے سبب پیدا ہو تو ان عادات کو دور کریں، مرغن اشیاء اور محرکات کا استعمال فوراً بند کر دیں۔ مندرجہ ذیل نسخہ جات جریان کے لیے خاص طور پر مفید ہیں۔

۱۔ کشتہ قلعی، کشتہ فولاد، ہم وزن تقریباً چھ چھ ماشہ۔ دونوں کسی اچھے پنساری سے لے لیں۔ ملا کر دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

خوراک:

صبح ناشتے سے پہلے۔خوراک تقریباً چنے کے برابر۔دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔دودھ کے علاوہ مکھن اور بالائی پر ڈال کر کھانا بھی مفید ہے۔جریان واحتلام کے لئے زبردست دوا ہے، جگر کے فعل کو درست کرتی ہے اور مثانہ کی کمزوری کے لئے بھی مفید ہے۔میرے پاس ایک مریض آیا جس کی عمر تقریباً بائیس سال تھی میں نے اُسے یہ دوا دی تقریباً ایک ہفتہ بعد اس نے بتلایا کہ اس سے میری ایک اور تکلیف بھی رفع ہوگئی ہے۔میرا اکثر رات کو چارپائی پر پیشاب خارج ہو جاتا تھا وہ بھی اب ٹھیک ہو گیا ہے۔غرضیکہ مثانہ کے امراض میں بھی نہایت مفید ہے اور میرے اکثر استعمال میں رہتی ہے۔

۲۔ بیج بند، مغز کونچ، پھول انار، بیج اوٹنگن، موچرس، بہوپچلی، تج، اندر جو شیریں، تال مکھانہ، سمندر سوکھ، موصلی سیاہ و سفید، ست گلو، سنگھاڑا خشک، مصطگی رومی، کباب چینی، دانہ الائچی کلاں، طباشیر، خار خسک ہر ایک چھ چھ ماشہ، اور گوند ناگوری، نشاستہ، لسوڑہ، بیج خشخاش ہر ایک چار چار ماشہ، چینی سب کے برابر۔نو ماشہ صبح وشام تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں یہ حکیم اجمل خان کا معمولِ مطب تھا۔

۳۔ کشتہ سہ دھاتہ۔ایک رتی ہمراہ دودھ استعمال کریں۔جریان، احتلام اور کمزوری کا لاجواب علاج ہے۔

۴۔ اسگندھ ناگوری، مغز بیج کونچ، شقاقل مصری، تال مکھانہ ہر ایک برابر

وزن سفوف بنالیں اور کوزہ مصری برابر وزن ڈال کر صبح و شام نو ماشہ ہمراہ ...... استعمال کریں۔

۵۔ کشتہ قلعی ایک رتی ، دانہ الائچی خورد چار رتی ۔ یہ ایک خوراک ہے، اسے استعمال کرنے سے جریان کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔ کم از کم ایک ہفتہ استعمال کریں۔

۔ اجوائن خراسانی دو تولہ ، رسونت خالص دو تولہ ، کشتہ مرجان ایک تولہ، کشتہ قلعی چھ ماشہ۔ تمام اجزاء کو کھرل میں ڈال کر زوردار ہاتھوں سے کریں۔ بعد ازاں آبِ بھنگ میں تین دن متواتر کھرل کریں۔ تین تین رتی کی گولیاں تیار کرلیں۔

خوراک:

ایک گولی صبح و شام تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں چند روز میں جریان کا خاتمہ ہو جائے گا۔ نیز رقتِ منی اور سرعت انزال کے لئے بھی مفید ہے۔

۷۔ اسگندھ ناگوری ایک چھٹانک ، مازو سبز ایک تولہ، دونوں ادویہ کو باریک پیس کر سفوف بنالیں۔ علی الصبح ایک ماشہ کی مقدار میں استعمال کریں۔ انشاء اللہ چند روز کے متواتر استعمال سے جریان دور ہو جائے گا۔ رقت منی اور سرعت انزال کے لیے بھی مفید ہے۔

ہومیو پیتھک علاج:

ایونیا سٹائیوا Q ،دس قطرے قدرے گرم پانی میں دن میں تین

مرتبہ، اعصابی اور عام کمزوری جو منی کے ضیاع کی وجہ سے ہو یہ دوا نہایت
مفید ہے۔ ایسڈ فاس Q،۳۰،۲۰۰۔

خوراک:

تقریباً پانچ قطرے تازہ پانی میں استعمال کریں۔

ڈامیانہ Q ،اس کے فوائد بھی ایوینا سٹائیوا جیسے ہیں دونوں ادویہ
یکے بعد دیگرے استعمال ہو سکتی ہیں۔

احتلام:

نیند کی حالت میں طبیعت فاسد خیالات سے متاثر ہو کر کسی مانوس یا غیر مانوس شکل کو پیش کر دیتی ہے اور نیند کی حالت میں انزال ہو جاتا ہے جس کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔احتلام طبعی:

کثرتِ منی میں ایک دو بار یا تین بار طبعی طور پر ہو جاتا ہے۔ایک طرح سے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ مرد اولاد پیدا کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔

۲۔احتلام غیر طبعی:

اعضائے تناسل کی ذکاوت حس اور کمزوری سے ہو جاتا ہے یہ جریان منی ہی کی ایک قسم ہے۔

وجوہات:

جلق اور مباشرت کی زیادتی، قبض کا رہنا، گندے خیالات کا پیدا ہونا۔جو وجوہات جریان میں پائی جاتی ہیں اکثر و بیشتر وہی وجوہات احتلام میں بھی پائی جاتی ہیں۔

علامات:

نیند میں خواب کے ساتھ یا بعض اوقات بغیر خواب کے انزال ہو جاتا ہے۔ابتدا میں عموماً خواب کے ساتھ اور شدتِ مرض میں بغیر خواب کے

احتلام ہو جاتا ہے بعض دفعہ ہر روز اور بعض دفعہ ایک ہی رات میں دو دو تین تین بار بھی احتلام ہو جاتا ہے اس کے ہمراہ کمزوری، نسیان، جریان، پیشاب میں جلن، کمر درد، سستی کاہلی، اس کی مخصوص علامات ہیں۔

علاج:

رات کو غذا زود ہضم کھائیں اور سونے سے تقریباً تین گھنٹے پہلے کھائیں نرم بستر کی جگہ سخت بستر استعمال کریں۔ سونے سے پہلے پیشاب اور پاخانہ کر لیں اور اعضائے تناسل کو سرد پانی سے دھوئیں۔ احتلام کے مریض کو رات کو دودھ ہرگز نہیں استعمال کرنا چاہئے۔ اگر کرنا ہو تو تین گھنٹے پہلے استعمال کریں یا صبح استعمال کریں۔ دھنیا خشک کا استعمال مفید ہے۔

۱۔ دھنیا خشک، شکر سفید۔ ہم وزن چھ ماشہ روزانہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

۲۔ کُشتہ قلعی برگِ بھنگ والا۔ ایک رَتی ہمراہ مکھن یا بالائی نہایت مفید ہے۔

۳۔ تخمِ دھتورہ دس گرام، تخمِ خرفہ دس گرام، کالی مرچ دس گرام، کافور دیسی پانچ گرام، پوٹاشیم برومائیڈ دس گرام (آگ پر جلایا ہوا)، کُشتۂ قلعی پانچ گرام۔ سفوف بنا لیں۔

خوراک:

بقدر دانہ چنا ہمراہ تازہ پانی مفید ہے۔

۴ چھوٹی چندن سفوف بنا کر بقدرِ چار رتی ہمراہ تازہ پانی استعمال

کریں۔

شیر کھآ سن کا طریقہ:

یہ ایک ایسا عمل ہے جس کی مشق سے جریان اور احتلام کا مرض جڑ سے ختم ہو جاتا ہے۔ متواتر ایک سال تک کرنے سے چہرے وجسم کی جھریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ قوت باہ پر انسان کو قابو حاصل ہو جاتا ہے۔

طریقہ: عمدہ وہوادار کمرے میں کپڑے اُتار کر ایک لنگوٹ یا نیکر پہن کر ایک سرہانا یا نرم گدیلا زمین پر رکھیں اور سر کے بل اُلٹے ہو جائیں اور ٹانگوں کو بالکل سیدھا کریں۔ پہلے روز دس سیکنڈ تک اس عمل کو کریں۔ دوسرے روز دس سے بیس سیکنڈ تک بڑھائیں اور ہر روز حسب طاقت بڑھاتے جائیں۔ تجربات کے مطابق دس یا پندرہ منٹ کی مشق کرنے سے منی کے کل امراض دور ہو کر احتلام اور جریان دور ہو جاتے ہیں۔ جسم چُست اور چہرہ سُرخیٔ خون سے چمکنے لگتا ہے۔ دماغ تیز ہو جاتا ہے۔ یہ عمل روزانہ صبح شام کریں۔ شروع میں یہ عمل دیوار کے سہارے کریں اور چند روز کی مشق کے بعد دیوار کا سہارا چھوڑ دیں۔ دماغی امراض کے مریضوں کے لئے مضر ہے۔ صرف صحت منداصحاب ہی یہ مشق کریں۔

ہومیوپیتھک علاج:

ایونا سٹائیوا Q ۔ سلیشیم ۲۰۰۔ ایسڈ فاس ۲۰۰۔ نیٹرم میور ۶ x۔ احتلام کیلئے مفید ادویات ہیں۔

سرعت انزال:

ملاپ کے وقت طبعی مدت سے کم وقت میں انزال ہونا، اور یہ ایک ایسا عارضہ ہے جو فعلِ ملاپ کی تکمیل نہیں ہونے دیتا۔

طبعی مدت:

اختلافِ مزاج وعمر کی وجہ سے مختلف اصحاب میں مدت یعنی منی کے اخراج میں فرق ہوتا ہے جوانی میں یہ نسبتاً کم ہوتا ہے حالتِ صحت میں یہ وقفہ ایک ڈیڑھ منٹ سے چار پانچ منٹ تک ہوتا ہے۔

وجوہات:

کثرتِ ملاپ یا جلق سے زکاوتِ حس، منی کی کثرت، حدتِ منی یا رقتِ منی، کمزوریِ اعضائے رئیسہ واعصاب۔

علامات:

ملاپ کے فوراً بعد یا بغیر ملاپ کے منی خارج ہو جاتی ہے، بعض اوقات صرف شہوانی خیالات سے ویرج خارج ہو جاتا ہے، اکثر کامل انتشار نہیں ہوتا اور طبعی لذت حاصل نہیں ہوتی، چونکہ مریض اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہوتا اس لئے نادم رہتا ہے۔

علاج:

اگر زکاوتِ حس زیادہ ہو تو پہلے مندرجہ ذیل دوا استعمال کریں۔ تخمِ کاہو، تخمِ خیار، تخمِ خرفہ، چھ چھ ماشہ دھنیا دو ماشہ، پیس کر سفوف تیار کریں اور

شربت یا تازہ پانی سے استعمال کریں۔

سُرعت کے علاج میں منشی یعنی نشہ آور چیزوں سے پرہیز کریں کیونکہ اس قسم کی دوائیں منی کو خشک کرتی ہیں اور بجائے فائدہ کے نقصان ہو سکتا ہے۔ آج کل بازار میں ایسی ادویات طرح طرح کے ناموں سے فروخت ہوتی ہیں جو صرف وقتی فائدہ کے لئے ہوتی ہیں اس کا مستقل علاج کرانا چاہئے یہ ادویات نقصان دہ ہیں۔

مندرجہ ذیل مجربات کا استعمال مفید ہے۔ یہ بازاری نہیں اس لئے صرف ضرورت مند افراد استعمال کریں۔

۱۔ جائفل، شنگرف شُدھ (مصفا)، عاقر قرحا، افیون، دار چینی۔ ہر ایک دو ماشہ سب کو کوٹ چھان کر شہد کی مدد سے نخودی گولیاں بنائیں۔

خوراک:

دو گھنٹہ پہلے ایک گولی کھا کر اوپر سے دودھ پی لیں۔

۲۔ سنگھاڑا خشک، چنیا گوند ہر ایک چھ ماشہ، تال مکھانہ، ثعلب مصری ہر ایک چار ماشہ، مازو سبز تین ماشہ، مصری ہم وزن ادویہ۔ سفوف بنا لیں۔

خوراک:
چار سے چھ ماشہ ہمراہ دودھ نیم گرم استعمال کریں۔ مقوی ہے اور سرعت کے لئے مفید ہے۔

۳۔ مغز تمر ہندی پانچ تولہ، تال مکھانہ ایک تولہ، مصری کوزہ دس تولہ۔

ادویہ کو پیس کر برگد کے دودھ سے کھرل کریں۔ بیر کے برابر گولیاں بنالیں۔

خوراک:

ایک گولی روز شام کو کھائیں۔ پانچ روز تک ملاپ سے پرہیز کریں۔

۲۔ انبہ بلدی، موم دیسی، ہم وزن۔ چنے کے برابر گولیاں تیار کرلیں۔

خوراک:

ایک گولی ہمراہ دودھ روزانہ استعمال کریں۔ بوقت ضرورت دو گولی دو گھنٹہ پہلے دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ مفید ہے۔

ہومیو پیتھک علاج:

سیلینم ۳۰......۲۰۰۔ ڈامیانہ Q، ایگنس Q، ایسڈ فاس Q اور جنسنگ Q کا استعمال پانچ پانچ قطرے پانی میں مفید ہے۔ چالیس سال یا اس سے زائد عمر کے افراد ہفتہ میں صرف ایک یا دو بار استعمال کریں۔

شادی سے پہلے یا بعد کی کمزوری:

اگر قوت بالکل ختم ہو جائے تو اس کو کمزوری کہتے ہیں لیکن جب اس قوت میں کمی آ جائے تو اسے شادی سے پہلے یا شادی کے بعد کی کمزوری کا نام دیا جاتا ہے۔ مریض ملاپ صحیح طور پر نہیں کر سکتا اور انزال قبل از وقت ہو جاتا ہے۔

وجوہات:

یہ مرض کئی وجوہات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ کثرتِ ملاپ، جلق، اغلام، کثرتِ احتلام، جریان، زیادہ جسمانی محنت، عضو تناسل کے نقائص، خُصئیہ کا ورم، ویرج کی کمی، جنرل کمزوری، آلہِ تناسل اور خصئیوں کی مخصوص خرابیاں مثلاً ٹیڑھا ہو جانا، چھوٹا ہو جانا یا بہت بڑا ہونا، معدہ، جگر اور گردہ وغیرہ کی تکالیف، منشیات، شراب، افیون، تمباکو وغیرہ کا استعمال، مختلف امراض مثلاً ذیابطیس، دمہ، بواسیر، دائمی قبض، شدید کمیِ خون، ملیریا، سل، دق مثانہ کی کمزوری، گردہ و مثانہ کی پتھری، موٹاپا، وہم اور بعض دفعہ یہ مرض نفسیاتی بھی ہوتا ہے کیونکہ کئی اصحاب قوت درست ہونے کے باوجود شکایت کرتے ہیں کہ ان کا عضو چھوٹا ہے، خصئے چھوٹے ہیں، ویرج پتلا ہے وغیرہ وغیرہ۔ میرے مشاہدہ میں ایک مریض ایسا بھی آیا تھا کہ اُس کا صرف ایک خصئیہ تھا مگر قوت بالکل ٹھیک تھی۔

علامات: عضو سکڑاؤ میں ڈھیلا رہتا ہے جس سے قوت ملاپ ناقص یا بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ کبھی طبیعت ایسی منتشر ہوتی ہے کہ تناؤ بالکل نہیں ہوتا اور کبھی ملاپ کی طرف بالکل رغبت نہیں ہوتی۔ لذت کم، آلہ تناسل کا دخول مشکل اور انزال جلد ہو جاتا ہے، یا دخول کے وقت انتشار زائل ہو جاتا ہے۔ غیر طبعی ذکاوتِ حس پیدا ہو جاتی ہے اور معمولی احساس یا شہوانی خیالات سے انتشار کے بعد انزال ہو جاتا ہے۔ مریض سست، کمزور، پست ہمت، اور چڑچڑا ہو جاتا ہے، چہرہ زرد، نظر کمزور، ہاتھ پاؤں سرد، کمر اور پنڈلیوں میں درد، نبض کمزور، بھوک کم، ہاضمہ خراب اور نسایان کے عوارض ہو جاتے ہیں، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں، آلہ تناسل کی پشت کی وریدیں نمایاں ہو جاتی ہیں، آلاتِ مجامعت کا طبی معائنہ کرنے سے آلات کی لاغری، کجی اور رگوں کا پھولا ہونا اور نامکمل انتشار کمزوری ثابت کر دے گا۔

ایک مرد جب تناؤ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے تو اس کی وجہ یہی کمزوری ہے یہ مرض انسان کو اس قدر مایوس اور نا اُمید کر دیتا ہے کہ اُس میں ذرہ بھی خود اعتمادی باقی نہیں رہتی، وہ اپنی کمزوری کا ذکر معالج تک سے نہیں کرتا۔ ایسے لوگ کیونکہ اس کے اسباب سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اسباب کے لاعلم ہونے کی وجہ سے وہ علاج سے بھی لاعلم ہوتے ہیں۔

مختلف لوگوں میں جنسی استعداد مختلف ہوتی ہے۔ کچھ ایسے لوگ

ہوتے ہیں جن میں ملاپ کی طاقت بہت زیادہ ہوتی ہے جو چوبیس گھنٹوں میں ایک بار یا ایک سے زیادہ بار ملاپ کی استعداد کی طاقت رکھتے ہیں۔اوسط جنسی استعداد رکھنے والے لوگ سب سے زیادہ ہیں ان کے لئے ہفتہ میں ایک بار یا دو بار ملاپ کافی ہوتا ہے۔ملاپ کی کشش میں کمی ہونے کے ساتھ ساتھ ملاپ میں کمی ہوتی رہتی ہے۔تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کو مہینے میں ایک بار ملاپ کی خواہش و استعداد ہوتی ہے۔

علاج:

یہ حقیقت ہے کہ طب یونانی میں امراضِ مخصوصہ مردان اور اُن کے متعلقہ عوارض کا علاج جس درجہ تفصیل اور تکمیل کے ساتھ موجود ہے اتنا کسی اور طب میں نہیں ہے۔ اس شعبہ خاص یعنی قوت اور طاقت کی بقا اور استحکام کے مسئلہ پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں ماہرینِ فن نے صدیوں کی مسلسل اور متواتر محنت و کاوش سے سراپا قوت اور مقوی ایجادات مہیا کی ہیں اور قیمتی، کم یاب اور نایاب جواہرات اور عجیب و غریب جڑی بوٹیوں سے ایسے نادر کار جواہرِ مؤثرہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔جن کا جواب دنیا کی کوئی طب آج تک پیش کرنے پر قادر نہیں ہو سکی۔طب ایلوپیتھی نے اتنی ترقی اور وسعت کے باوجود ان امراض و عوارض کے لئے ابھی تک کوئی بھروسہ کی چیز پیش نہیں کی ہے۔ یہ خودستائی نہیں بلکہ امر واقعہ ہے کہ مغربی طب کے پاس منی کی افزائش اور اصلاحِ باہ کی تحریک و قوت اور آلات تناسل کی تربیت و توانائی کے لئے ایک بھی ایسی کامیاب چیز نہیں ہے جسے

بے خوف وخطر کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جا سکے۔

طاقت کا مخصوص مطلب یہی ہے کہ عضو کے ذریعہ مادہ تولید کو رحم میں پہنچا دیا جائے اور اس غرض کے لئے تناسل کے لئے خیزش اور نعوظ پیدا کرنا ضروری ہے اور بقول جالینوس نعوظ کامل کے لئے عام صحت بدنی کے علاوہ اعضائے رئیسہ، دل و دماغ مرکز تناسل اور اعصاب وقضیب کا قوی اور منی کا زیادہ ہونا لازمی ہے۔ مزید برآں جگر، گردوں، خصتین اور اُن کے افعال کا دُرست اور باقاعدہ ہونا بھی ضروری ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی خرابی سے باہ میں مختلف قسم کے نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا یاد رکھئے کہ جب تک مردانہ کمزوریوں کے ساتھ ساتھ اعضائے متاثرہ اور قوائے منفعلہ کی اصلاح وقوت اہتمام ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے گا اس کا مؤثر اور کامیاب علاج ناممکن ہے۔

کمزوری کے علاج کے تین اصول ہیں۔

۱۔ تسکین۔

۲۔ تقویت۔

۳۔ تحریک۔

۱۔ تسکین:

مسکنات سے مریض کے دماغ واعصاب کا اضطراب وبے قراری دور کی جاتی ہے۔ یعنی تسکین دی جاتی ہے۔

۲۔ تقویت:

معدہ، جگر، اعصاب اور دماغ کو تقویت دی جاتی ہے تا کہ کثرتِ ملاپ یا جلق وغیرہ سے جو طاقت ضائع ہوئی ہے اُس کی تلافی ہو جائے۔ یعنی تقویت دی جاتی ہے۔

۳۔ تحریک:

اعصاب، پٹھوں کو تحریک دی جائے تا کہ اُن کے اندر شہوانی لہر پھر عود کر آئے یعنی تحریک پہنچائی جاتی ہے۔

علاج:

ا۔ سنگھاڑا خشک، گوند ببول چھ چھ ماشہ، مصطگی رومی تین ماشہ، نشاستہ، تال مکھانہ، ثعلب مصری چار چار ماشہ، کوٹ چھان کر مصری کوزہ ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنالیں۔

خوراک:
پانچ ماشہ تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں صبح وشام۔

۲۔ حب ریگ ماہی:

ریگ ماہی، دار چینی، زعفران، عاقر قرحا، کباب چینی، جڑ پان ہر ایک ایک تولہ، سب کو پیس کر جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں۔

خوراک:

روزانہ ایک گولی دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

۳۔ مغز بادام آٹھ عدد، مغز بنولہ کا آٹا نو ماشہ، آرد سنگھاڑا نو ماشہ، خشخاش نو ماشہ۔ سب کو باریک کر کے دودھ میں پکا کر حریرہ بنا کر کھائیں۔ اس سے تقویت بھی ہوتی ہے اور منی بھی خوب پیدا ہوتی ہے۔ نیز یہ آسان اور گھریلو علاج ہے۔

۴۔ سم الفار، شنگرف، ہڑتال ورقی، ہم وزن تقریباً ایک ایک تولہ (سم الفار کیمکل بھی مل جائے تو وہ بھی کام دے گا) تینوں ادویات کو پہلے ایک ہفتہ شیرِ مدار میں کھرل کریں تھوڑا تھوڑا شیرِ مدار ڈالتے جائیں اور کھرل کرتے جائیں۔ پھر ایک ہفتہ عرقِ لیموں میں، اسی طرح ایک ہفتہ آبِ ستیاناسی میں کھرل کریں۔ بعد ازاں گولیاں جوار کے دانہ کے برابر بنا لیں۔ قوتِ باہ کے لئے زبردست چیز ہے، اس کے ساتھ ساتھ جوڑوں کے درد اور ریح کے درد کے لئے بھی نہایت مفید ہے بڑی عمر کے افراد کے لئے مثلاً پینتیس چالیس سال کے افراد کے لئے لاجواب چیز ہے۔

خوراک:

ایک گولی سونے سے ایک گھنٹہ پہلے دودھ کے ساتھ استعمال کریں اس کے اثرات کا کئی دفعہ حیرت انگیز مشاہدہ کر چکا ہوں اور میرے پاس تقریباً ہر وقت تیار رہتی ہے۔ ریح کے درد کے لئے رات کو دو گولی دودھ کے ساتھ لیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صبح تک مرض میں کافی افاقہ ہوگا۔ اور بعض تو پہلی خوراک میں ہی ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ قوت کے لئے ایک ہفتہ کھانے کے بعد چار پانچ دن ناغہ کریں اور ملاپ سے بھی مکمل پرہیز کریں۔ بعض

طبیعتوں میں قبض بھی کرتی ہے اس لئے اس کا بھی علاج ساتھ ضرور کریں۔

۵۔ زنجبیل، شہد، زنجبیل کو شہد میں ملا کر استعمال کریں۔ میرے استاد محترم مرزا حمید صاحب کا بتلایا ہوا نسخہ ہے اور اس سے قوتِ باہ بھی قائم رہتی ہے اور کمزوری بھی نہیں ہوتی۔

۶۔ اعصابی کمزوری میں کشتہ فولاد کا استعمال بھی مفید ہے۔

خوراک:

صبح نہ... بقدر ... گندم یا حد دانہ چنا مکھن یا بالائی پر استعمال کریں ... بعد ... وئی ط... والا نسخہ استعمال کریں۔

۷۔ موصلی سفید ایک چھٹانک، اسپغول آدھی چھٹانک، کوزہ مصری ایک چھٹانک، چھوٹی الاچی آدھا تولہ، کوٹ چھان کر سفوف بنا لیں۔

خوراک:

روزانہ بقدر ایک تولہ آدھا کلو دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ صبح نہار منہ۔ گرم چیزیں اور لال مرچ سے پرہیز کریں۔

۸۔ مندرجہ ذیل معجون کے سات فائدے ہیں۔ (۱) قضیب کو تند اور قوی کرتی ہے۔ (۲) خون کو صاف کرتی ہے۔ (۳) بے انتہا ایستادگی پیدا کرتی ہے اور شہوت بڑھاتی ہے۔ (۴) عورت مرد پر عاشق ہو جاتی ہے۔ (۵) آنتوں کو صاف کرتی ہے۔ (۶) پٹھوں کو قوت پہنچاتی ہے۔ (۷) بوقتِ انزال ایک عجیب محویت انگیز کیفیت پیدا کرتی ہے۔

مروارید ناسفتہ، بہمن سفید، انیسون، بُسد ہر ایک سوا دو ماشہ،

تفاح اذخر، سعد کوفی، زیرہ، گزماذخ ہر ایک ایک تولہ ڈیڑھ ماشہ، گوند ببول، کتیرا ہر ایک تین تولہ ۹ ماشہ، سلیخہ، دارچینی، اسارون، مصطگی ہر ایک ڈیڑھ تولہ سب ادویات کا علیحدہ علیحدہ سفوف کر کے ہم وزن شہد میں ملا کر معجون بنائیں۔

خوراک:

رات کو ایک تولہ تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں ہفتہ میں صرف ایک دفعہ استعمال کریں۔

۹۔ بوڑھ کا دودھ، پیپل کا دودھ، برہمی بوٹی، سلاجیت ہر ایک ایک تولہ بقدر دانہ چنا گولیاں بنالیں۔

خوراک:

ایک گولی ہمراہ دودھ یا پانی کے ساتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ مگر زیادہ بہتر یہ ہے کہ دودھ کے ساتھ ہی استعمال کی جائے۔

معدہ کی اصلاح کرتی ہے۔ دل اور دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ مثانہ کی کمزوری، جریان، احتلام، پیشاب کے امراض میں مفید ہے۔ قوتِ باہ کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ جس نے ایک دفعہ استعمال کی اس نے دوسری دفعہ ضرور فرمائش کی۔

۱۰۔ کشتہ شنگرف بھی اس مرض میں مفید ہے۔ خاص طور پر سردیوں میں استعمال کرنا چاہئے۔

خوراک.

آدھی رتی سے ایک رتی تک استعمال کرنا چاہئے ہمراہ دودھ یا مکھن۔

۱۱۔ زدجامِ عشق:

ز.....زعفران، د......دارچینی، ج.......جائفل، ا.......افیون، م......

ع......عقرقرحا، ش......شنگرف، ق......قرنفل۔ سوائے مشک کے باقی تمام ادویات تین تین ماشہ مشک ایک ماشہ۔ عرقِ گلاب کے ساتھ پندرہ دن کھرل کریں۔

خوراک:

آدھی رتی ہمراہ مکھن یا بالائی ایک تولہ میں استعمال کریں دن میں ایک بار۔ رات کو نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کریں اسے موسمِ سرما میں استعمال کرنا چاہئے، مقوی ہے۔

۱۲۔ جڑ پان ساڑھے تین ماشہ، سفوف بنالیں اور دودھ کے ہمراہ استعمال کریں، مقوی ہے۔

۱۳۔ ثعلب مصری چھ ماشہ، پیس کر ہمراہ شہد استعمال کریں، مفید ہے۔

ہومیو پیتھک علاج:

ایگنس کاسٹس Q۔

یہ اس مرض کی مشہور دوا ہے آلاتِ تناسل ڈھیلے ڈھالے، پلپلے، اور

مرجھائے ہوں اور خواہش معدوم ہو تو یہ دوائی بہت مفید ہے۔

ایسڈ فاس Q۔

کمزوری کی یہ بھی ایک اعلیٰ دوا ہے جب عضو کمزور ہو تو یہ دوا نہایت مفید ہے۔

ڈامیانہ Q، لائکوپوڈیم CM۲۰۰۔

ایک خوراک بڑی عمر کے افراد کے لئے یہ دوائی نہایت مفید ہے۔

انا سموڈیم CM۔

عورت یا مرد میں خواہشِ جماع نہ ہو تو یہ دوا مفید ہے۔

کثرتِ شہوت:

اس مرض میں مریض کو ملاپ کی اتنی زیادہ اُمنگ ہوتی ہے کہ وہ بغیر اپ کے صبر نہیں کر سکتا اور ہر وقت اپنے جوہرِ زندگی کو ضائع کرنے پر اس کا دل چاہتا رہتا ہے۔

وجوہات:

خون و ویرج کی زیادتی، عصبی نظام کی کمزوری، اعضائے تناسل کے زخم یا خارش وغیرہ۔

علامات:

اگر ویرج میں تیزی ہو تو اخراج کے وقت سوزش محسوس ہو گی۔ پیشاب بھی جل کر آئے گا۔ احتلام، نظر کی کمزوری، سُرعت وغیرہ اس کی علامات ہیں۔

علاج:

سادہ غذا کا استعمال کریں روزانہ غسل بھی مفید ہے۔ ترش لسی کا استعمال کریں۔

ا۔ تخمِ خرفہ، تخمِ بھنگ، کشنیز خشک، آرد بلوط و نیلوفر، تخمِ خرفہ، صندل، سماق، گلنار، طباشیر، گلِ سُرخ، کافور ہم وزن تقریباً چھ چھ ماشہ۔ سفوف بنا لیں۔

خوراک:

چھ ماشہ ہمراہ شربت یا تازہ پانی استعمال کریں اس کا استعمال گرمیوں میں کرنا چاہئے۔

۲۔ تخمِ خرفہ، تخمِ خیار، تخمِ ریحان، چھ چھ ماشہ، دھنیا، تخمِ کاہو دو دو ماشہ۔ سفوف بنالیں اور ہمراہ شربت یا تازہ پانی استعمال کریں۔

۳۔ سفوفِ اسرول (چھوٹی چندن) دو رتی ہمراہ نیم گرم دودھ استعمال کریں۔

۴۔ کشتہ قلعی دو رتی، جوارش مصطگی چھ ماشہ ملا کر کھائیں ہمراہ عرقِ گاؤ زبان اور شربتِ انارِ شیریں۔

۵۔ پوٹاشیم برومائڈ کا مناسب مقدار میں استعمال مفید ہے۔ معالج کے مشورہ سے استعمال کریں۔

ہومیو پیتھک علاج:

اوری گینم Q، 1X۔

مشت زنی، کثرتِ خواہش وغیرہ کی خاص دوا ہے۔ مدر ٹنکچر کے پانچ پانچ قطرے۔ 1X کے دو دو قطرے دن میں تین بار۔

پکرک ایسڈ 30۔

جلق:

جلق ان بُرے افعال کا نام اور غیر طبعی فعل ہے کہ جب فریقِ ثانی کی غیر موجودگی میں جالق غیر فطری طریقوں سے اعضائے تناسل میں دلک (مالش) کر کے انتشار اور انزال پیدا کرتا ہے اور سرور حاصل کرتا ہے۔ عام طور پر یہ فعل ہاتھ سے کیا جاتا ہے اس لئے اسے مشت زنی بھی کہتے ہیں۔ ہاتھ کے علاوہ دوسری کئی قسم کی چیزوں سے بھی یہ فعلِ بد کیا جاتا ہے۔

وجوہات:

بُری صحبت میں رہنا، لڑکوں میں عضوِ تناسل کے انتشار میں جب عضوِ تناسل کسی چیز جیسے پاجامہ، بچھونہ، نہاتے وقت صابن لگے ہاتھوں سے رگڑ کھا جاتا ہے تو اچھا لگتا ہے۔ پھر اس کو بار بار کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ جنسی اعضا کی صفائی نہ کرنے سے یا بال نہ مونڈھنے سے خارش ہوتی ہے جس سے بار بار کھجانا پڑتا ہے اور اس کے نتیجے میں بھی جلق کی عادت پڑ جاتی ہے، بُرے دوست جس طرح شرابی، نشئی عادت ڈالتے ہیں اسی طرح جلق میں مبتلا لڑکے بھی اپنے ساتھی بناتے ہیں۔ جنسی جذبات کو اُبھارنے والا لٹریچر یا تصویریں یا فلم وغیرہ دیکھنے سے بھی یہ عادت پڑ جاتی ہے۔

اسی ہی کی ایک صورت ہم جنس پرستی بھی ہے یہ رجحان قدرتی نہیں ہوتا بلکہ پیدا کیا جاتا ہے مگر بعض دانشور اس پر متفق نہیں۔ ماحول سے متاثر ہو کر بھی یہ رجحان پیدا ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے کئی اسباب ہیں جلق کی زیادتی سے مخصوص رگوں و پٹھوں میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جس

طرح کثرتِ ملاپ نقصان دہ ہے اسی طرح کثرت جلق بھی بے حد نقصان دہ ہے کیونکہ!

۱۔ جلق کا عادی یہ سمجھتا ہے کہ وہ ایک ناجائز فعل کررہا ہے وہ ایک غیر فطری حرکت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ ان باتوں کا اس کے ذہن اور اخلاق پر بڑا اثر پڑتا ہے اور وہ ذہنی انتشار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ نقصان ملاپ سے زیادہ ہوتا ہے۔

۲۔ ملاپ میں قدرت نے جو حظ اور لذت رکھی ہے اُس مسرت سے جو خون میں حرارت اور گرم جوشی پیدا ہوتی ہے وہ جلق میں مفقود ہوتی ہے۔ اس لیے ویرج کا انزال تو جاتا ہے لیکن روح کی مسرت مفقود ہوتی ہے۔

۳۔ مشت زنی یا جلق سے بھی زیادہ نقصان دہ ہم جنس پرستی ہے کیونکہ مرد کا عضو تناسل قدرت نے بالکل نرم بنایا ہے اسے سخت جگہ لگنے سے نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ جس سے ٹیڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے جو کمزوری و نامردی کو جنم دیتا ہے۔

علامات:

اس مرض کی بڑی بھاری علامت یہ ہے کہ مریض اپنے کیے پر ایسا نادم اور پشیمان ہوتا ہے کہ شرم کا مارا علاج کرانے کے لئے باقاعدہ کسی ماہر جنسیات کے پاس نہیں جاتا۔ عام حکیموں یا کسی اناڑی یا عطائی سے دوا لے کر کھاتا ہے۔ اخباروں میں اشتہار پڑھ کر دوا منگواتا ہے۔ کھاتا ہے اور شرمندگی اُٹھاتا ہے۔

جب مرض شدت اختیار کرتا ہے اور وہ کسی طبیب کے پاس جاتا ہے تو اس کا چہرہ زرد، آہ سرد، سر جھکائے شرم سے بات آہستگی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر کرتا ہے، قوتِ ارادی کمزور ہو جاتی ہے، کسی کام میں دل نہیں لگتا، سانس پھول جاتا ہے، دِل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے، ہاتھ اور پاؤں کانپتے ہیں اور سرد ہوتے ہیں، سر میں درد ہوتا ہے اور سر چکراتا ہے۔

علاج: ان عادات میں سب سے پہلے مریض کو اس فعل بد سے توبہ کرنی چاہیے، خیالات کو درست اور پاکیزہ رکھنا اپنے اختیار میں ہے، ناول، سینما، فلم اور بری صحبتوں سے بچنا چاہیئے، گرم اور مصالحہ دار اشیاء کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ سادہ غذا اور روزانہ غسل کرنا چاہیے۔ سیر اور ورزش وغیرہ کی عادت ڈالنی چاہیے۔ بعض لوگ جو کسی طرح بھی اس عادت کو ترک نہ کر سکیں اُنہیں مسکن ادویات استعمال کرنی چاہیں۔ اس مرض کے علاج ہدایات وتدابیر کے بارے میں احتلام اور جریان کے سلسلے میں لکھی گئی باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ ذکاوتِ حس دور کرنے کے لئے احتلام کے علاج میں درج ادویات میں سے کسی ایک کا استعمال مفید ہے۔

جلق اور کمزوری کا علاج عام طور پر دو تین مہینوں سے چار پانچ ماہ تک ہوتا ہے یعنی آہستہ آہستہ انسان صحت کی طرف جاتا ہے۔ بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ وقت علاج معالجہ میں صرف ہوتا ہے جو نقصان سال ہا سال کی بے اعتدالیوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن کا ازالہ چند دِن میں تو ممکن

نہیں ہے۔

ہومیو پیتھک علاج:

سیلیکس نائیگرا Q۔

۳۰/۶۰ قطرہ فی خوراک صبح شام شدت کو کم کرنے کے لیے۔

اوری گینم Q۔

مشت زنی کی خاص دوا ہے ۵/۵ قطرے دِن میں تین بار۔

اسٹی لاگو Q۔

پانچ پانچ قطرے دِن میں دو بار۔

بیونورانا ۳۰۔

پانچ پانچ قطرے دِن میں دو بار استعمال کریں۔

آتشک:

یہ ایک متعدی مرض ہے جو عام طور پر افعالِ بد کے نتیجہ میں اعضائے تناسل پر ہوا کرتا ہے۔

وجوہات:

اس کا باعث ایک خوردبینی کیڑا ہے اور یہ اعضائے تناسل کی رطوبت میں پایا جاتا ہے۔ مردوں میں غلفہ یعنی سپاری یا عضو تناسل کے کسی اور حصہ پر نائزہ یعنی پیشاب کی نالی اور عورتوں میں لب ہائے اندامِ نہانی کے اندر کی طرف یا فمِ رحم میں ہو جاتا ہے۔ یہ بازاری عورتوں کے ملاپ کی وجہ سے یا موروثی بھی ہو سکتا ہے نیز مریض آتشک کا جھوٹا کھانے پینے اُس کے ساتھ سونے یا اُس کا لباس پہننے سے بھی ہو سکتا ہے۔

علامات:

اس کے تین درجے ہیں۔ ہر ایک درجہ کی علامات علیحدہ ہیں۔

پہلے درجہ میں مرض لگنے کے اکثر تین ہفتہ بعد اُس مقام پر پہلے ایک سخت اُبھار یا ایک سرخ پھنسی پیدا ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھ کر پھٹ جاتی ہے اور ایک زخم بن جاتا ہے جو کہ بعد میں پھیلتا جاتا ہے۔

دوسرے درجہ میں یہ جلد کے علاوہ جھلی پر بھی نمودار ہوتا ہے۔

اور تیسرے درجے میں بڑی بڑی گانٹھیں نمودار ہو جاتی ہیں اور نازک مقامات پر مثلاً مقعد یا اِرد گرد، خصیوں کے نزدیک اور اِن کے اُوپر

پھیل کر چنھ بن جاتے ہیں۔ مریض لاغر ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

علاج:

یہ مرض بڑا سخت اور ہٹیلا ہوتا ہے اسلیئے اس کا علاج کسی ماہر طبیب سے ہی کرانا چاہیے اس کے نسخہ جات سخت اور زہریلے قسم کے ہوتے ہیں۔ اس لئے کسی ماہر سے ہی بنوائیں۔

۱۔ سم الفار، رسکپور، دارچکنہ، ہر ایک پانچ تولہ، شراب برانڈی عمدہ قسم میں کھرل کر کے بطریق معروف جوہر اُڑا لیں۔

خوراک:

آدھ سے ایک چاول یہ جوہر منقیٰ میں گھٹلی کی بجائے رکھ کر گولی سی بنالیں اور دودھ کے ساتھ بغیر چبائے نگل جائیں دوا دانتوں کو نا لگے۔ بارش میں بھیگنے سے بچیں۔ چُوری اور گھی خوب استعمال کریں ہفتہ استعمال کے بعد دو دِن دوا بند کر دیں۔ آتشک، جذام، گنٹھیا، بھگندر اور بواسیر میں نہایت مفید ہے۔

۲۔ چھلکا ریٹھا کو دھوپ میں خشک کر لیں اور سفوف بنالیں۔

خوراک:

ایک رتی روزانہ مکھن میں استعمال کریں۔ ایک ہفتہ میں انشاء اللہ آرام ہوگا۔

۳۔ کتھ، رال ایک ایک تولہ باریک سفوف بنالیں۔ گائے کا مکھن ایک سو بار پانی میں دھو کر یہ دوائیں ڈالیں اور مرہم تیار کر لیں۔ صبح و شام زخم

پر لگائیں۔

۴۔ آک کے پتے جو زرد ہو چکے ہوں آک سے اُتار کر سایہ میں خشک کر لیں اور سفوف بنا لیں۔ آتشک کے زخموں پر چھڑکنے سے زخم بھر جاتے ہیں۔

۵۔ دانہ الائچی خورد، شورہ قلمی، دونوں ادویہ تین تین تولہ لے کر کھرل میں پیس لیں، بس دوا تیار ہے۔

خوراک:

ایک ماشہ صبح و شام ہمراہ گائے کی لسی کے استعمال کریں۔ تین سے چار ہفتے تک استعمال کرتے رہیں۔

نوٹ: شورہ قلمی جلا کر استعمال کریں۔ نئے اور پرانے سوزاک و آتشک کے لئے نہایت مفید ہے۔

سوزاک:

یہ بھی ایک متعدی مرض ہے جو ایک جرثومہ سے پیدا ہوتا ہے جس سے پیشاب کی نالی میں زخم ہو کر پیپ آنے لگتی ہے۔

وجوہات:

عام طور پر یہ مرض افعالِ بد اور زنا کاری سے ہوتا ہے۔ سوزاک زدہ عورتوں سے یا حائضہ عورتوں سے ملاپ کرنے سے یہ مرض ہو جاتا ہے۔ شراب، سرخ مرچ اور گرم مصالحہ کے زیادہ استعمال سے بھی پیشاب کی نالی میں سخت سوجن ہو کر پیپ آنے لگتی ہے۔

علامات:

مرض کی چھوت لگنے کے دو یا تین دن بعد پیشاب کی نالی میں سخت سوجن اور لالی ہو جاتی ہے اور خراش اور جلن اس قدر ہوتی ہے کہ مریض بے تاب ہو جاتا ہے۔ پیشاب جل کر اور درد سے آنے لگتا ہے۔ پیشاب کے سوراخ سے پیپ بہنے لگتی ہے۔ کمر اور کولہوں میں درد ہونے لگتا ہے۔ بھوک کم ہو کر قبض ہو جاتی ہے۔ پیشاب میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ عضو تناسل میں سوجن ہو جاتی ہے۔ ایک دو ہفتہ کے بعد علاماتِ مرض میں کمی ہو کر آرام آنے لگتا ہے۔

علاج:

مندرجہ ذیل مجربات سوزاک کے لئے کامیاب ہیں۔

۱۔ آملہ دو تولہ، بلدی دو تولہ، مصری کوزہ چار تولہ، کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔

خوراک:

چھ ماشہ سفوف چار تولہ شربتِ بزوری کے ساتھ استعمال کریں۔

۲۔ قلمی شورہ، جوکھار، برگِ حنا، دانہ الائچی کلاں، ریوند چینی ہر ایک دس ماشہ دھنیا خشک چھ ماشہ۔ سفوف بنا کر اٹھارہ ۱۸ پڑیاں بنائیں۔ ایک پڑیا روزانہ استعمال کریں۔

۳۔ طباشیر، چھوٹی الائچی، تیل صندل، دیسی بروزہ مصفی، کوزہ مصری، ہم وزن ایک ایک ماشہ لے کر زیرہ سفید دھنیا اور گل نیلوفر ایک ایک تولہ بھگو کر نکالے ہوئے پانی سے استعمال کریں۔ گھنٹہ گھنٹہ پیشاب کرتے رہیں۔

۴۔ الائچی خورد، سنگِ جراحت، جوکھار ہر ایک ایک تولہ، سفوف بنائیں اور چھ ماشہ بکری کے دودھ کی کچی لسی کے ساتھ استعمال کریں۔

۵۔ الائچی خورد، پھٹکڑی، ست گلو، شورہ قلمی ہر ایک ایک تولہ، کتھ سفید چھ ماشہ۔ تمام ادویہ کو باریک پیس کر قدرے گڑ ملا کر نخودی گولیاں تیار کریں

خوراک:

پہلے دن ایک گولی دوسرے دن دو اسی طرح ساتویں دن تک سات گولیاں استعمال کریں اگر مرض پرانا ہو تو دوسرے ہفتے بھی اسی طرح ایک سے سات تک استعمال کریں اس کے استعمال سے نیا سوزاک ایک ہفتہ میں اور پرانا دو ہفتہ میں دور ہو جاتا ہے۔

عقم: یہ اس حالت کا نام ہے جب مرد کے مادہ منویہ میں کرمِ منویہ کی تعداد کم ہو یا وہ غیر طبعی ہوں اور یا بالکل مفقود ہوں۔ اس مرض کا مریض اولاد پیدا نہیں کر سکتا۔

لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ اُس میں قوتِ باہ کی کمزوری ہو۔ مرض کا پتہ اُس وقت چلتا ہے جب شادی کے بعد اولاد نہیں ہوتی اور مادہ منویہ کو ٹیسٹ کرنے پر پتہ چلتا ہے۔ سوزاک کے مریض بعض اوقات اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ خصتین بھی بعض اوقات سکڑ کر اپنا کام بند کر دیتے ہیں۔ اگر کسی مریض کے مادہ منویہ میں کیڑے بالکل نہ پائے جائیں تو اس کے لئے کوئی دوا ابھی تک زیادہ کار آمد ثابت نہیں ہو سکی۔ ہاں! البتہ کیڑے تعداد میں کم ہوں یا ان کی حرکت کمزور ہو تو اس کا مداوہ کیا جا سکتا ہے۔

علاج:

۱۔ مغزِ پنبہ دانہ، ثعلب مصری، آرد سنگھاڑا تینوں کو پیس کر دودھ میں ملا کر آگ پر رکھیں اور مصری سے میٹھا کر کے پئیں۔ اس دوا کو بطورِ ناشتہ کم از کم بیس روز تک استعمال کرنا چاہیے۔

۲۔ خصتین بکرے کے تازہ ۱۰۰ گرام چھیل کر قیمہ بنا لیں اور اس میں دو گرام نمک لاہوری اور ۵۰ ملی لیٹر آبِ لہسن ۵۰ ملی لیٹر آبِ پیاز ملا کر ایک شیشے کے برتن میں ڈالیں اور اس کا منہ آٹے سے اچھی طرح بند کر لیں اس برتن کو پانی کے ایک برتن میں رکھیں اور اسے آگ پر رکھیں۔ ڈیڑھ دو گھنٹہ

کے بعد اتار کر چھان لیں اور اس میں سے دس دس ملی لیٹر صبح شام استعمال کریں۔

عدم انزال:

اس مرض میں انزال کے وقت منی کا اخراج نہیں ہوتا اور شہوت بجھ جاتی ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ ویرج کا سرے سے پیدا نہ ہونا۔

۲۔ کسی طبعی مزاحمت کی وجہ سے اخراج نہیں ہوتا۔ ایسے مریض میں قوت ختم ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ غیر انزالِ مشق سے بھی یہ مرض ہو جاتا ہے۔ کبھی ڈر، خوف، فکر، اندیشہ وغیرہ کی وجہ سے یہ عارضہ ہو جاتا ہے۔

علامات:

عورت کے صحت مند ہونے کے باوجود بچہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ عدم انزال یا انزال کے باوجود ویرج میں اولاد پیدا کرنے والے کیڑے نہیں ہوتے۔ آتشک کے مریضوں میں یہ مرض دو طرح سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک تو اس مرض کے زہریلے اثرات سے ویرج کے کیڑے تلف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ خصئیہ کے اندر ورم اور گانٹھ پیدا ہو کر خصئیہ بے کار ہو جاتا ہے اس طرح سوزاک سے بھی ویرج کے کیڑے تلف ہو جاتے ہیں۔ دِق سے بھی اس قسم کے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ سرطان سے بھی یہ مرض پیدا ہو سکتا ہے۔

عام طور پر جب شادی کے کچھ عرصہ بعد تک اولاد نہیں ہوتی تو اس کا الزام عورت پر لگایا جاتا ہے۔ اس طرح دوسری شادی کر لی جاتی ہے مگر اس سے پہلے مرد و عورت کو اچھی طرح طبی معائنہ کرا لینا چاہئے۔

علاج:

۱۔ برہمی بوٹی سایہ میں خشک شدہ ۱۳ تولہ، ملٹھی چھلی ہوئی تین تولہ، دانہ الائچی خورد ایک تولہ، ورق چاندی بارہ عدد، ورق سونا چھ عدد، زعفران چھ ماشہ، کستوری ایک ماشہ۔ تمام اجزاء کو باریک کر کے شہد خالص میں گوندکر نخودی گولیاں بنالیں۔

خوراک:

ایک ایک گولی صبح وشام ہمراہ دودھ گائے استعمال کریں۔

۲۔ شقاقل دو تولہ، مایۂ شتر اعرابی، بہمن سفید ہر ایک چھ ماشہ۔ مایۂ شتر اعرابی کو گلاب میں حل کر کے باقی ادویہ کو کوٹ چھان کر ملائیں۔ دو تولہ شہد ملا کر نخودی گولیاں بنالیں۔

خوراک:

ایک گولی صبح وشام ہمراہ دودھ گائے استعمال کریں۔

۳۔ تخمِ الائچی کلاں، موصلی سفید ہم وزن لے کر سفوف بنائیں۔

خوراک:

ایک ماشہ کوزہ مصری کے ہمراہ استعمال کریں۔ کمزوری کے بیان میں درج ادویات بھی مفید ہیں۔

رِقت منی:

اس مرض میں منی عام طور پر پتلی ہو جاتی ہے اور اس کا ٹھوس حصہ کم ہو کر مائع اجزاء بڑھ جاتے ہیں۔

وجوہات:

ترش اور کڑوی غذاؤں کا بکثرتِ استعمال یا زیادہ تیز و کڑوی ادویات کا استعمال، تیل کی بنی ہوئی چیزوں اور شراب وغیرہ کے زیادہ استعمال سے بھی ویرج پتلا ہو جاتا ہے۔ کثرتِ ملاپ وجلق سے بھی بعض اوقات یہ عارضہ ہو سکتا ہے۔

علامات:

مرد کے ویرج (منی) میں ویرج کے کیڑے کم یا بالکل مفقود ہو جاتے ہیں۔ منی بالکل پتلی ہو جاتی ہے۔ سُرعت کا عارضہ ہو جاتا ہے۔

علاج:

ویرج کو گاڑھا کرنے والی اغذیہ و ادویہ استعمال کریں۔ مرضِ جریان میں بیان کردہ ادویات اس مرض میں بھی مفید ہیں۔ مندرجہ ذیل آسان مجربات اس مرض کا مؤثر علاج ہیں۔

۱۔ ثعلب مصری چار تولہ، مصطگی رومی ایک تولہ، چینی یا مصری بیس تولہ سفوف بنا کر بقدر چھ ماشہ ہمراہ دودھ استعمال کریں۔

۲۔ گوند ڈھاک، گوند کیکر، پھلی کیکر، (جس میں بیج نہ پڑا ہو) چھال کیکر، موصلی سفید، موصلی سیاہ، موصلی سنبل، تال مکھانہ، اندر جو شیریں

بہمن سُرخ ہر ایک ایک تولہ کوٹ چھان کر ہم وزن مصری کوزہ ملا کر سفوف بنا کر رکھیں اور بقدر چھ ماشہ ہمراہ دودھ گائے صبح وشام استعمال کریں۔

۳۔ شقاقل مصری، ستاوڑ، ثعلب مصری، تودری سُرخ، تودری سفید، تال مکھانہ، تج، بیج سروالی، بیج کونچ (شدھ) بیج اٹنگن، مغز پنبہ دانہ، الائچی خورد، طباشیر، موصلی سفید، موصلی سیاہ، بہمن سفید، بہمن سُرخ، پھلی کیکر خشک، ہر ایک چھ چھ ماشہ، سب اجزاء کو باریک کر کے کوٹ چھان لیں اور برابر وزن مصری ملا کر سفوف بنالیں۔

خوراک:

چھ ماشہ ہمراہ دودھ گائے استعمال کریں۔

۴۔ اونٹ کٹارہ کی جڑ کی چھال تین ماشہ، گوکھر و خورد تین ماشہ، مصری تین ماشہ، سفوف بنالیں۔ ایک ایک خوراک روزانہ لیں۔

۵۔ اسگندھ ناگوری چار ماشہ، ستاوڑ تین ماشہ، موچرس ایک ماشہ۔ سفوف بنالیں اور بقدر چھ ماشہ ایک تول شہد اور چار ماشہ گھی خالص میں ملا کر استعمال کریں۔

غذا و پرہیز:

تیل کی ترش، کڑوی چیزوں اور شراب وغیرہ سے سخت پرہیز کریں۔ غذا زود ہضم اور مقوی استعمال کریں۔

قلتِ منی:

اس مرض میں ویرج بہت کم نکلتا ہے۔

وجوہات:

زیادہ ملاپ، زیادتی عمر، زیادہ عرصہ تک بیماریوں میں مبتلا رہنا، زیادہ محنت ومشقت، غذا کی کمی وغیرہ سے یہ عارضہ ہو جاتا ہے۔

علامات:

ویرج بہت کم نکلتا ہے اور وہ باریک تاروں میں نکلتا ہے، ملاپ کی خواہش ختم ہو جاتی ہے۔

علاج:

اگر یہ عارضہ زیادتی عمر کی وجہ سے ہو تو زردی بیضہ مرغ، دودھ اور ویرج پیدا کرنے والی اغذیہ اور ادویہ کا استعمال کریں۔ زیادتی ملاپ سے یہ عارضہ ہو تو کچھ عرصہ ملاپ سے پرہیز کریں۔ مندرجہ ذیل مجربات اس مرض کے لیے خاص طور پر مفید ہیں۔

۱۔ حریرہ:

ثعلب مصری تین ماشہ، سنگھاڑے کا آٹا تین ماشہ، بنولے کا آٹا دو ماشہ، ایک پاؤ دودھ گائے میں ملالیں اور چھلکا اسبغول چھ ماشہ، مصری دو تولہ اضافہ کر کے آگ پر پکائیں اور کھیر بنا کر استعمال کریں۔

۲۔ مغز بادام میٹھے (چھلے ہوئے) بیس عدد، مغز فندق بیس عدد، نشاستہ دو تولہ

نرم آنچ پر دودھ میں پکائیں اور لعاب مصری دو ماشہ، بہمن سفید چار ماشہ، شقاقل مصری دو ماشہ اضافہ کر کے باریک پیس کر ملا کر کھیر بنا کر استعمال کریں۔

۳۔ نشاستہ، نخود کا آٹا، چاول کا آٹا ہر ایک پینتیس تولہ، تخم خرفہ، مغز بادام میٹھے (چھلے ہوئے)، مغز فندق، مغز پستہ ہر ایک بارہ تولہ، تودری سفید، تودری سرخ ہر ایک تین تولہ، مصری اور خالص گھی ہر ایک ہم وزن۔ ادویہ لے کر بطریق معروف حلوہ بنالیں اور بمقدار پانچ تولہ استعمال کریں۔

غذا و پرہیز:

پختہ کیلا، اُبلا ہوا انڈا اور سنگھاڑا کا استعمال نہایت مفید ہے۔ زیادہ ترش، زیادہ گرم چیزوں کا استعمال غیر مفید ہے، غذا مقوی اور زود ہضم استعمال کریں۔

باب نمبر 5

خاندانی منصوبہ بندی

یہ ایک طبی حقیقت ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کافی کمزور ہو جاتی ہے اور دوبارہ اپنی معمول کی حالت پر آنے کے لیے عورت کو کافی وقفہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر پہلے بچے کی بہت ہی کم مدت کے بعد فوراً حمل قرار پا جائے اور دوسرا بچہ پیدا ہو جائے تو عورت کی صحت و تندرستی ضائع ہو جائے گی۔ اور اسے اپنی کھوئی ہوئی صحت اور طاقت حاصل کرنے کا وقت نہ مل سکے گا۔ اس لئے بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کو اُصولاً کافی وقت ملنا چاہیے۔ اس وقفہ کے دوران اُولاد دوبارہ پیدا ہونے کے امکانات پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے عورت کو حمل سے محفوظ رکھنے کے لئے ضبط تولید پر ہی عمل کرنا چاہیے تا کہ اس دوران میں عورت کی صحت دوبارہ بحال ہو کر معمول کے مطابق آ جائے۔

ضبطِ تولید اور اسقاطِ حمل:

عام لوگوں کا خیال ہے کہ ضبطِ تولید اور اسقاطِ حمل ہم معنی چیزیں ہیں اس خیال کی وجہ سے برتھ کنٹرول کے مسئلے کو سمجھنے میں اُلجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ حقیقت میں اسقاطِ حمل میں صحیح معنی ہیں حمل ٹھہرنے کے بعد اُس جاندار لوتھڑے کو غیر فطری طریقے سے باہر نکال کر ضائع کر دینا جو مستقبل میں ایک جیتے جاگتے بچے کی شکل میں ہونے والا تھا۔ یہاں ایک بات ضرور

ذہن میں رکھنی چاہیے وہ یہ کہ اکثر خود بخود وقت سے پہلے رحم کی دیواروں و سکڑنے یا کسی مرض کے تحت بھی اسقاط ہو جاتا ہے مگر فطری وغیر فطری میں فرق بہرحال ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرح سے غیر فطری طریقہ سے جان ضائع کرنا یقیناً نسل کشی کے مترادف ہے اور کوئی مہذب انسان اس کی اجازت نہیں دے سکتا، نیز یہ ایک بھاری اخلاقی وقانونی جُرم ہے اور کبھی حمل گرانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ مگر ضبطِ تولید اس سے بالکل جداگانہ ہے، ضبط تولید سے مراد جیسا کے نام سے ظاہر ہے وہ تمام طبی، آلاتی اور جراحی طریقے ہیں جن کے ذریعے پیدائش میں اختیار حاصل کر سکیں۔

اس سلسلے میں اس بات پر سخت حیرانی ہوتی ہے کہ جیسا کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ ضبطِ تولید موجودہ نئی تہذیب کی پیداوار ہے اور مغربی ممالک اس کے علمبردار ہیں مگر جب اِس مسئلے کو تاریخی روشنی میں دیکھا جاتا ہے تو یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ ابتدائے آفرینش سے ہی انسانی دماغوں میں گھومتا آرہا ہے۔

اَطبائے قدیم نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ جب عورت کی عمر کم ہو، اُس کا مثانہ کمزور ہو اور اِس بات کا ڈر ہو کہ اُس کے حاملہ ہونے سے کوئی ناگہانی مصیبت لاحق ہو جائے گی تو عورت کو حمل سے بچانا چاہیے۔ علاوہ ازیں جن عورتوں کا رحم چھوٹا ہو یا ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ عورت کو حمل کی تکلیف سے مرنے کا ڈر ہو تو اسے بھی مانع حمل طریقہ کا استعمال کرانا چاہیے۔

سب سے پہلا انسان جس نے ضبطِ تولید پر نہایت سنجیدگی سے اور علمی وطبی طریقے پر روشنی ڈالی وہ ارسطو تھا۔ مجھے تو اس بات پر حیرانی ہوتی ہے۔ باتیں کرنے میں تو ہم بڑی بڑی باتیں کر جاتے ہیں۔ ہم لوگ عورتوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں مگر کبھی ہم نے یہ زحمت گوارہ کی ہے کہ ہم اولاد پیدا کرنے میں عورت کی مرضی بھی معلوم کریں کہ آیا وہ اس کے لیے تیار بھی ہے یا نہیں۔

ضبطِ تولید کے بارے میں علماء کے باقاعدہ فتاویٰ جات موجود ہیں جو ایک کتابچہ کی شکل موجود ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ فتاویٰ عالمگیری:

فتاویٰ عالمگیری پانچ سو علمائے دین کی متحدہ کاوشوں سے لکھا گیا۔ گویا یہ پانچ سو فقہائے اسلام کی تحقیق وتدقیق کے نتیجے میں معرضِ وجود میں آیا اس میں تحریر ہے!

"اسلام میں بیوی کی اجازت سے عزل پر کوئی پابندی نہیں۔ حمل کے نتیجے میں ماں کے رحم میں جب تک بچے کے اعضاء نہیں بن جاتے اُس وقت تک اسقاطِ حمل جائز ہے"۔ (اور بچے کے اعضاء ایک سو بیس دِن کے اندر مکمل نہیں ہوتے) اس فتویٰ کی روشنی میں بنگلہ دیش میں ایک قانون کے تحت ۱۲۰ دِن سے پہلے پہلے یعنی ۱۲۰ دِن تک اسقاط جائز قرار دیا گیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ پاکستان میں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ پاکستان میں یہ جرم اور قابلِ دست اندازیٔ قانون ہے۔

۲۔ مولانا محمد شفیع مرحوم کا فتویٰ:

ہماری دینی کتب میں اس مقصد کے لئے عزل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کچھ حضرات اس کے مفہوم کو گول مول کرنے کی کوشش کرتے ہیں میرے خیال میں مفتی محمد شفیع صاحب نے جو تشریح فرمائی ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ فرماتے ہیں!

''اس کی جو صورت اس زمانے میں معروف تھی اسے عزل کہا جاتا ہے یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادۂ تولید رحم میں نہ پہنچنے پائے۔ خواہ مرد کوئی صورت اختیار کرے یا عورت فمِ رحم کو بند کرنے کی کوئی تدبیر کرے''۔ ضبطِ تولید عقلی اور شرعی حیثیت سے۔ دارالاشاعت کراچی۔

۳۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا فتویٰ:

خاندانی منصوبہ بندی خالصتاً ایک سماجی اور حیاتاتی مسئلہ ہے اور اسلامی فقہ کو اس میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اگر ماہرین یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ قوم کے لئے ضروری ہے تو وہ اسے اختیار کرنے کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کر سکتے ہیں۔

۴۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر کا ایک خطبہ:

''اے لوگو! چار خصلتوں سے بچو، کیونکہ یہ خصلتیں آرام کے بعد تکلیف میں، فراخی کے بعد تنگی میں اور عزت کے بعد ذلت میں مبتلا کر دیتی ہیں، تم بچو!

کثرت اولاد سے۔

☆ بہت گھٹیا معیارِ زندگی سے۔

☆ مال ذائع کرنے سے۔

اور......

☆ لایعنی گفتگو سے۔

حضرت شیخ عطاء اللہ حاجی۔ شیخ بہاؤ الدین محلتی ایران کا فتویٰ

سوال: کیا حضرت شیخ اس بات سے متفق ہیں کہ بچوں کی زیادہ پیدائش کو عارضی طور پر روکنے کے لئے کسی دوائی یا مانع حمل طریقہ کے استعمال کی اجازت دینا مذہبی لحاظ سے جائز ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق بچوں کی تعداد کو محدود رکھنے کے لئے عارضی طور پر کسی دوائی یا مانع حمل طریقے کا استعمال ناجائز نہیں ہے بشرطیکہ اس سے عورت کی بار آوری کی صفت متاثر نہ ہو اور عورت ہمیشہ کے لئے بانجھ نہ ہو جائے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی کا فتویٰ:

''عزل کی اسلام میں اجازت ہے کیونکہ اس کی تصدیق آنحضرت ﷺ کی مشہور احادیث سے ہوتی ہے''۔ (خاندانی منصوبہ بندی کے لئے دوائیاں یا دوسرے طریقے اُسی طرح جائز ہیں)۔

حاجی عبدالجلیل بن حاجی حسن مفتی جاہور ملیشیا کا فتویٰ:

اسلامی شریعت میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق فیصلے کا خلاصہ!

"خاندانی منصوبہ بندی کے لئے دوائیوں یا دیگر طریقوں کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ اس سے مستقبل بانجھ پن نہ ہو جائے۔ دوائیوں یا دوسری تراکیب سے عورت کو بانجھ کرنا شریعت میں منع ہے سوائے اس کے کہ جہاں کم از کم دو ڈاکٹر اپنی ماہرانہ رائے دیں کہ دوسری بار حمل سے عورت کی صحت کو شدید خطرہ ہے یا وہ اس کے لئے مہلک ثابت ہو سکتا ہے"۔

باب نمبر ۹

بچپن......... جوانی......... بڑھاپا

صبح کا سہانا وقت ختم ہوا میٹھی میٹھی دھوپ نکل آئی۔

بچپن گیا۔ جوانی آئی۔

جوانی آئی۔ اُمنگوں، خواہشوں اور نئے نئے ولولوں کی ایک باڑھ آ گئی، جوانی نے دیکھا، اتنی بڑی دُنیا ہے، اتنے راستے ہیں، اتنے لوگ ہیں۔ جوانی نے سوچا وہ چلے گی کیا۔ بھاگے گی، سرپٹ بھاگے گی اور سب کچھ دیکھے گی۔ اُس نے سوچا۔ وہ جیئے گی، جی بھر کر جیئے۔

سامنے کھڑا بڑھاپا سب دیکھ رہا تھا اُس کے دیکھتے دیکھتے جوانی نے ایک کلکاری ماری، مُدماتی، مستاتی، اُٹھلاتی، بھاگی۔ بہت تیز.........

بڑھاپے نے پکارا۔

''ٹھہر! بھاگ مت، گر جائے گی، ٹھوکر کھا جائے گی۔ مجھے سب راستے معلوم ہیں۔ میں تمہیں آرام آرام سے لے چلوں گا۔''

جوانی ہنس دی، پھر بھاگی، اور تیز بھاگی اُوپر کو آنکھیں اُٹھائے۔

اُس نے نہیں دیکھا آگے ایک بڑا سا پتھر تھا۔ اُلجھی، اٹکی، لڑھکی، پھر اُٹھی، ، پھر ہنسی، پھر بھاگی۔

بڑھاپے نے پکارا۔

''دیکھ! میں نے کہا نا ٹھوکر لگے گی!! دیکھ گھٹنے میں خراش آئی

ہے۔ خون نکل رہا ہے۔ کپڑوں میں مٹی لگ گئی ہے۔ ناک سے خون نکل آیا ہے۔ مان جا۔ مت دوڑ۔"

جوانی نے الہڑتا سے ایک بار مٹی جھاڑی، مسکرائی اور دوڑی۔

بڑھاپا منہ لٹکائے دیکھتا رہ گیا۔ بڑھاپے نے دوسری چال چلی "میں نے تجھے چلنا سکھایا ہے۔ دوڑنا سکھایا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ تو مجھ سے تیز ... دوڑے، میں آگے چلوں گا۔ تو میرے پیچھے چل۔ میں تیرا ساتھی ہوں، تیرا رفیق ہوں۔"

جوانی تب تک ایک اور چھلانگ بھر کر دوڑ لی تھی۔ اتنی کھلکھلاتی ہوئی، مٹی، کنکر، کانٹے، خشکی، پانی، دھوپ کسی کی پرواہ نہ کرتی ہوئی، بڑھاپا لڑکھڑاتا ہوا پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جوانی کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی تھی۔ اُسے ایک ٹھوکر اور لگی۔ اس نے دو چار لڑھکنیاں کھائیں۔

بڑھاپے کو جیسے کچھ تسلی ہوئی دوڑ کر اُس کے پاس گیا۔ بولا!

"دیکھ میں نے کہا تھا نا کہ ٹھوکر لگے گی۔ پھر لگی۔ اَب کی دفعہ گھٹنا چھل گیا ہے، کپڑے پھٹ گئے ہیں اور کیچڑ میں لت پت ہو گئے ہیں۔ مجھے دیکھ کیسا صاف ستھرا ہوں۔ میری بات مان۔ میرے پیچھے چل۔ وہی ٹھیک راستہ ہے۔"

جوانی نے ایک بار سنا، پھر اُٹھی اِس بار اُس نے کپڑے نہیں جھاڑے، خون نہیں پونچھا۔ مڑ کر بڑھاپے کی طرف دیکھا اور کہا۔

''کوئی بات نہیں تو میری فکر نہ کر میرا راستہ اپنے آپ بن جائے گا۔ مجھے ٹھوکر کھانے پر تکلیف نہیں ہوتی۔ چوٹ لگنے پر میرا دل نہیں گھبراتا۔ تیز دوڑنے میں کتنا آرام ہے تجھے کیا معلوم۔''

بڑھاپے نے سوچا ایسے کام نہیں چلے گا۔ اس نے کہا۔

''تیرے پاؤں میں جو جوتا ہے جس کی وجہ سے تجھے کانٹے نہیں لگتے۔ پاؤں نہیں چھلتے، وہ تجھے میں نے دیا ہے۔ تیرے بدن پر جو اونی کپڑے ہیں۔ جس سے سردی نہیں لگتی۔ یہ میں نے تجھے دیئے ہیں۔ اگر تو میری بات نہ مانے گی تو یہ میں تجھ سے چھین لوں گا۔''

جوانی نے فوراً جوتے اُتار دیے۔ گرم کپڑے اُتار پھینکے۔ اُوپر کو ہاتھ اُٹھا کر ایک طرف چلی گئی اور جلد ہی بڑھاپے کی دھندلی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اوجھل ہوگئی۔

بڑھاپے کا پیار اب بھی نہیں ٹوٹا۔ وہ لڑکھڑاتا لڑکھڑاتا جتنی جلدی ممکن تھا اس سمت میں بڑھا۔ جس طرف جوانی بھاگ گئی تھی اور آنے والے مسافروں سے پوچھتا۔

''تم نے نہیں دیکھی، وہ ''جوانی دیوانی'' بھاگی جارہی تھی؟''

جواب ملتا'' دیکھی تھی وہ ہنستی، کلکاری مارتی، ہرن کی طرح چوکڑی بھرتی چلی جارہی تھی''۔

بڑھاپے کے چہرے کی جھریاں اور گہری ہوتی جارہی تھیں۔ آخر ایک مسافر نے کہا۔'' وہ ایک جگہ ٹھوکر کھا کے پڑی ہے''۔

تو بڑھاپے کے چہرے پر ایک پھیکی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے قدم بڑھائے۔ جیت کے غرور سے اکڑتا ہوا بڑھاپا جوانی کے پاس پہنچا۔ جوانی گھائل پڑی تھی۔ سو رہی تھی، جیسے کوئی خواب دیکھ رہی ہو۔ مسکرا رہی تھی۔ تب ہی جیسے سوتے سوتے اُسے احساس ہوا کہ کوئی اس کے پاس کھڑا اُسے گھور رہا ہے۔ اُس نے آنکھیں کھولیں۔ مُسکراتی ہوئی اُٹھی۔ ذرا بارعب ہو کر بولا

''تو میرے پیچھے کیوں پڑا ہے مجھے ٹھوکر لگی ہے تو تجربہ ہوا ہے۔ پختگی آئی ہے۔ پہلے چھوٹے سے ڈھیلے سے ٹھوکر لگتی تھی اب چٹانوں کو عبور کر جاتی ہوں۔ پہلے ذرا سی نالی پر ہچک جاتی تھی۔ اب دریا تیر جاتی ہوں۔ دوڑ کی ترقی میں کتنا آرام ہے۔ تجھے کیا پتہ؟''

''میں تجھے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے تجھے بنایا ہے، میں تیرا بنانے والا ہوں''۔

''تو میرا بنانے والا ہے تُو نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ تُو نے تو صرف اپنے بنانے والے کا قرضہ چکایا ہے''۔

''تو میرا قرضہ چُکا''۔

''اپنا قرضہ تُو نہیں وصول کر سکتا۔ وہ تو مجھ سے اگلی نسل ہی وصول کر سکتی ہے۔ وہ تو بچپن کو ہی مل سکتا ہے''۔

کہتے کہتے جوانی کے چہرے پر جو کچھ دیر چمک آ گئی تھی۔ پھر بہت

''ان آنکھوں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔ مجھے سب راستے معلوم ہیں لیکن تو کہاں جانا چاہتی ہے۔بتا؟ میں تجھے وہیں پہنچادوں گا''۔

جوانی نے جواب دیا!

''تیری آنکھوں نے دیکھا تو مجھ سے زیادہ ہے، لیکن تیری نظر تو کم ہوتی جارہی ہے۔ باقی اعضاء بھی کمزور ہو گئے ہیں۔ تجھے گزوں آگے نظر نہیں آتا اور مجھے میلوں آگے دیکھنا ہے۔ تیری آنکھوں سے دیکھ کر میرا کام نہیں چل سکتا۔ مجھے بہت لمبا راستہ طے کرنا ہے''۔

بڑھاپے نے جُھنجھلا کر کہا!

''تیرے پاس جو پوٹلی میں نخود (چنا) وغیرہ ہے، وہ میں نے تجھے دیا ہے۔ اگر تو میرے کہنے پر نہیں چلے گی تو تیرا اس پر بھی کوئی حق نہیں ہے''۔

جوانی نے وہ پوٹلی بڑھاپے کے پاؤں پر رکھ دی۔

''اس چنے وغیرہ سے کیا میری ساری زندگی گزرے گی! لے یہ بھی لے لے!!''۔

جوانی نے پھر ایک ٹھلی ماری اور دوڑ لی۔

بڑھاپا اپنی ناکامی پر کھڑا آنسو بہاتا رہا۔ پھر اپنے برف سے ٹھنڈے سے دماغ سے جوانی کو نیچا دکھانے کی کوئی نئی ترکیب سوچتا ہوا چل دیا۔ لاٹھی ٹیکتا ہوا۔

بہت دُور جانے کے بعد بڑھاپے کے کانوں میں جوانی کی آواز پڑی۔ اُس نے گردن گھما کر کان لگا کر سُنا۔ جوانی گا رہی تھی۔

لوری گا رہی تھی۔

ایک رجنی گندھا کے جھرمٹ کے پاس جا کر بڑھاپے نے دیکھا۔ چاندکی روپہلی چاندنی میں جوانی بیٹھی تھی۔ اس کی گود میں بچپنا کھیل رہا تھا۔

''یہ کیا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ بے قاعدہ، غیر قانونی اور غلط؟ یہ سب کیسے ہوا؟''

جوانی نے آہستہ سے کہا۔

''اب تو تیرا فرض ادا ہو گیا۔ اب تو تیرا حساب ادا ہو گیا۔ اب تو میرا پیچھا چھوڑ!''

بڑھاپے نے کہا۔

''میری مرضی کے بغیر۔ میری صلاح کے بنا۔ مجھ سے بنا اجازت کے لئے۔ سماج کو بنا گواہ بنائے۔ قانون کو بنا اطلاع کئے؟ یہ نا انصافی ہے۔ یہ گناہ ہے''۔

گناہ، پاپ، ناانصافی! کیاان الفاظ کے علاوہ تیرے پاس اور کوئی لفظ نہیں؟''

جوانی اُٹھی اس نے بچپن کو چھاتی سے لگایا اور چل دی۔

''کہاں چلی؟''

''بچپن کو اپنی جوانی دینے''۔

بڑھاپے کے پاؤں لڑکھڑا گئے۔ اُسے ایک چکر آیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا۔ اُس نے جوانی کو آواز دی جوانی اس

طرح کھڑی ہو گئی۔

• بڑھاپا لڑکھڑایا۔

جوانی کو رحم آ گیا۔ وہ لوٹی۔ بڑھاپے کے پاس آئی۔ دیکھا، اس کی آنکھیں پتھرا رہی ہیں جیسے اب اُسے کچھ نظر نہیں آ رہا۔ ہونٹ پھڑک رہے ہیں۔ جیسے گلے میں آ کر بھی لفظ باہر آنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

بڑھاپے نے ایک بار زور لگا کر کہا۔

''ایک بار بچپن کا منہ تو دکھا دے؟''

جوانی نے بچپن کو چھاتی سے ہٹایا۔ بچپن کے ہونٹوں پر امرت کی طرح دودھ کی بوندیں چھلک رہی تھیں۔ اُسے بڑھاپے کے بازوؤں میں دے دیا۔

بچپن نے اپنی خوبصورت آنکھوں سے بڑھاپے کو دیکھا اُس کی سفید داڑھی پکڑ لی اور کلکاری مار کر ہنسا!

ایک بار بڑھاپے کا دل چاہا کہ وہ بچپن کو چھاتی سے لگا لے۔ مگر تب ہی جوانی کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر اُسے یاد آیا کہ جوانی نے اُس کے سامنے ہار نہیں مانی۔

بڑھاپے نے کہا!

''تو نے جو کیا اچھا نہیں کیا''۔

جوانی نے بچپن کو ہاتھوں سے لے لیا۔ چھاتی سے لپٹایا، اور کپڑے سے ڈھانپ کر اپنی راہ چل دی۔

بڑھاپا آنکھیں پھاڑے دیکھتا رہ گیا اور تب شام ہو گئی۔

''یہ ہیں مدارجِ زندگی''..................جن سے ہمارے جیون کو گزرنا پڑتا ہے۔

جوانی..................شادی..................بڑھاپا

کئی سال پہلے وہ گھر کا چراغ اور ماں باپ کی آنکھوں کا روشن تارہ تھی۔ بچپن کے بعد الہڑ پنے کا زمانہ تھا۔ اُس کی آنکھوں سے شراب ٹپکتی تھی۔ اُس کی بات بات پر بھرپور جوانی جھلکیاں دیکھ کر اُس کی ماں کی آہ سرد نکلتی اور کبھی خوشی کے جوش سے زیرِ لب مسکراتی۔ جب وہ صبح اُٹھ کر سلام کرتی تو ماں شفقت اور محبت سے بھرا ہاتھ اُس کے سر پر پھیرتی اور ایسی دُعائیں دیتی جنہیں سُن کر وہ مارے شرم کے گھبرا جاتی۔ اور آنکھیں زمین پر گاڑ لیتی اور پھر جلدی سے دوسرے کمرے میں چلی جاتی۔ جب ہمجولیاں جمع ہوتیں اور وہ گڑیا کے بیاہ کی رسمیں ادا کرتیں تو دیکھتی کہ ہر ایک لڑکی ایک ہی میٹھا اور سہانا سپنا دیکھ رہی ہے۔ یہ وہ دلہن بننے کا جذبہ ہے جو شرم و حیا کے ہزاروں پردوں میں بھی چھپا ہوا برابر موجود ہے۔

بڑی بوڑھیوں کی دُعائیں اور نصیحتیں، نوجوان دُلہنوں کی شرارت بھری نگاہیں جن کے احساس سے واقفیت کی لہر ٹپکتی نظر آتی تھی۔ اُس کی تعلیم وتربیت کا ڈھنگ، اُس کی نگہداشت اور حفاظت کا طریقہ، یہ سب کا ایک ہی خیال، آنے والے واقعہ کو اپنے اندر تیار رکھتے تھے، وہ دُلہن بننا تھا اور وہ

آخر وہ دن آ پہنچا جب چودھویں کے چاند کی سہانی شعاعیں اس کے مرمریں جسم کے ریشمی لبادوں میں سے چھن چھن کر مکلف بستر پر پڑ رہی تھیں۔ عروسی جوڑا موسم کے تازہ پھولوں سے سفید ہو رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ایسے بیٹھے تھے گویہ دُنیا میں اس سے پیشتر ایسا کبھی نہیں ہوا۔ گویا یہ پہلا اور صرف پہلا اِتفاق ہے جس نے مرد اور عورت کو اس طرح یکجا کر دیا ہے۔

اور وہ اپنی خوشی پر نازاں اور متکبر تھے۔ جب دُلہن مسکرا دیتی تو شفاف موتیوں کی لڑی کی چمک سے ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے چاند ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا ہو۔ اور جب وہ آنکھیں بند کر کے اُس حسین واقعہ سے لطف اندوز ہوتا اور محسوس کرتا کہ اُس پری وش نازنین نے اپنا جسم اور روح اور سب کچھ اِس کے حوالے کر دیا ہے تو شکریہ کے جذبات اُس کے دِل اور زبان پر جاری ہو جاتے۔ وہ وفاداری کی قسم اُٹھاتا۔ عمر بھر وفادار رہنے کی قسمیں کھاتا۔

کسی وقت گڑیوں سے کھیلنے والی دُلہن یہ سب کچھ دیکھتی تو اس کی آنکھیں فرطِ محبت سے بند ہونے لگتیں۔ اُس کا دِل سینہ سے باہر اُچھل پڑنے کو بے چین ہو جاتا۔ اُس کے جسم کی بوٹی بوٹی مرتعش ہو جاتی۔ اُس کا دماغ صرف ایک ہی چیز سوچ رہا تھا۔ وہ دُلہا کی محبت تھی۔ یہاں تک کہ اُس کا غرورِ حسن، اُس کا نسوانی وقار، اپنے اچھوت جسم کے ساتھ دُلہا کی آغوش کی نظر ہو گئیں۔

اُس کی ساری دلچسپی گھر کے انتظام اور حفاظت پر مرکوز ہو رہی تھی۔ اُس کی خواہش تھی کہ اُس کی ہر بات اور فعل کو اُس کا شوہر شکریہ کی نظر سے دیکھے۔ وہ اُس کی آمد سے پہلے ہی تمام ضروریات تیار رکھتی تھی۔ گھر میں پہننے والا لباس صاف اور اُجلا ہونا چاہیے۔ چائے کے لیے پانی گرم رہے اور جب وہ دفتر سے تھکے ماندے گھر آئیں۔ تو وہ اُن کا لباس اُتارنے میں مدد دیتی۔ وہ خود گھر کا ایسا انتظام کرتی گویا وہ شوہر کو منتظم بننا سکھا رہی ہے۔

اَب اُن کی محبت انتظار و فراق اور شک وشبہ سے پُر تھی۔ ذرا ذرا سی بات پر کان کھڑے ہو جاتے۔ چھوٹی سے چھوٹی بات پر سوال و جواب کا تار بندھ جاتا۔ بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا لیا جاتا۔ یہ سب کچھ محبت کی زیادتی کا نتیجہ تھا۔ روٹھنا، بگڑنا، اور منانا اِن کا روزمرہ کا معمول بن گیا۔

○

شادی کو بارہ برس گزر گئے اور اَب وہ ماں تھی۔ ایسی ماں جس کی شفقت سے بھری گود میں دُنیا کی مشہور ہستیوں نے پناہ لی تھی۔ اُس نے اپنی شادی شدہ زندگی کا پھل دو لڑکوں اور ایک لڑکی کی صورت میں اپنے شوہر کو پیش کیا تھا۔

اب چہرے پر دوشیزگی والی ارغوانی رنگ کی جھلک باقی نہ تھی اور نہ اُس کے اعضاء میں تناسب تھا، نہ گداز۔ اُسے دیکھ کر یہ گمان ہوتا تھا کہ بارہ سال پہلے وہ حُسن و خوبصورتی میں اپنا ثانی نہ رکھتی ہوگی۔ شوہر ابھی تک نسبتاً

جوان معلوم ہوتا تھا۔ کیوں کے اُسے زندگی کے اُن مراحل میں سے نہیں گزرنا پڑا تھا۔ جن سے ماں کو گزرنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے گردو پیش حُسن، شباب کے ایسے مناظر دیکھتا جن میں کشش اور مقناطیسی طاقتیں موجود تھیں۔ مگر اُسے بیوی سے لگاؤ تھا۔ عشق تھا۔ وہ محسوس کرتا تھا کہ وہ اپنی روح اور اپنا جسم اُس کے حوالے کر چکی ہے۔

○

اور آخر وہ دِن آ پہنچا جب اُسکے بالوں پر سفیدی چمکنے لگی۔ بڑھاپے کی علامات چہرہ اور ہاتھوں کی جُھریوں کی صورت میں صاف نظر آنے لگیں۔ ماں اور ماں پکارنے والے جوان بچے اُس کے گرد بیٹھتے تو وہ محسوس کرتی کہ اُس کی تمام محبت جو کسی وقت شوہر کے لیے وقف تھی اب بچوں کے حصہ میں آ گئی ہے۔ اب شوہر بیوی اپنی خوشیوں کا مرکز اپنے بچوں کو سمجھتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے اُن کو پروان چڑھتے دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔

ایک دِن وہ شیشہ کے سامنے کھڑے بال بنا رہی تھی تو اُس نے دیکھا کہ شوہر جو کبھی اُس کے سیاہ بالوں میں اُنگلیاں ڈالے دِل بہلایا کرتا تھا۔ اب اس کے سفید بالوں کی طرف دیکھ کر ادب واحترام سے مسکرا رہا تھا۔ جوان اور تنومند بچے اب اُس گھر کی حقیقی رونق معلوم ہوتے ہیں۔

یہ ہیں مدارج زندگی۔ جن سے ہمارے گرہستی چاند کو گزرنا پڑتا ہے اور یہی زندگی اور انسانیت کی معراج ہے۔

باب نمبر ۷

جنسی زندگی اور مسائل

(سوالاً جواباً)

ایسے سوالات اکثر و بیشتر سامنے آتے رہتے ہیں اور مختلف لوگ مختلف قسم کے سوالات اپنے ذہنوں میں رکھتے ہیں۔ ان سب سوالات کے جوابات اس باب میں دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۔ اگر کوئی کبھی کسی متعدی یا خطرناک جنسی مرض میں مبتلا نہیں رہا تو ایسی حالت میں کیا شادی کی صلاحیت ثابت کرنے والا کوئی خاص پیمانہ ہے؟

ج: کوئی شخص شادی کے قابل ہے یا نہیں، ایسا کوئی مقررہ پیمانہ نہیں ہے۔ اس کا پیمانہ تو اسی بات پر منحصر ہے، کہ شادی کا مقصد کیا ہے! عورت و مرد کئی وجوہات سے شادی کرتے ہیں مگر اس میں عموماً تین اہم وجوبات ہوتی ہیں۔

۱۔ باہمی وابستگی، پیار اور تعاون کی بنیاد پر مستقل ساتھ۔

۲۔ جنسی تعلقات کی شرعی آزادی اور سہولت۔

۳۔ گھر و کنبے کی تعمیر۔

اس طرح ہماری تہذیب سے پیار، ساتھ، جنسی مضبوطی اور نسل میں اضافہ شادی کے اہم مقاصد ہیں۔

۲۔ روحانی نقطہ نظر سے شادی کیوں ضروری ہے؟

ج: روحانی نقطہ نظر سے شادی کا مقصد معاشرت کو صرف قانونی صورت دینا ہی نہیں ہے۔ بلکہ اپنی نسل کے اضافے اور مخلوق کو زندہ رکھنا بھی ہے۔ اس نقطہ نظر سے شادی صرف جنسی تعلقات کو قائم کرنا ہی نہیں ہے بلکہ موروثی تعلق بھی ہے۔ بچوں کی افزائشِ نسل اور اُن کی دیکھ کے لیے مرد اور عورت کا ملاپ ضروری ہے۔ اس لیے اسے شادی کا مقصد بھی کہا جا سکتا ہے۔

۳۔ مالی حالت کے بارے میں کیا خیال ہے کیا اس کی شادی کے سلسلہ میں کوئی اہم اہمیت ہے؟

ج: مالی حالت کو تو شادی میں اہم مقام حاصل ہے۔ یہ تو ایک طرح سے شادی اور کنبہ کی ریڑھ کی ہڈّی ہے۔ کم اِز کم مرد میں اتنی صلاحیت تو ہونی ہی چاہیے کہ وہ اپنے گھر کی اچھی طرح پرورش کر سکے۔ کنبے کا مناسب سماجی مقام بنائے رکھے۔ وہ اِس کی تمام ضروریات کی تکمیل کر سکے۔

۴۔ مالی اہلیت کے علاوہ کیا صلاحیت ہونی چاہیے؟

ج: دوسری بات یہ دیکھنی چاہیے کہ شادی کرنے کے خواہش مند عورت و مرد دونوں ہی جذباتی نقطہ نظر سے مضبوط اور پختہ ہیں۔ ان میں عام جنسی صلاحیت ہو اور جسمانی اور تخلیقی انداز سے مکمل تندرست ہوں۔

۵۔ جب عام جنسی صلاحیتوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کا شادی کے حوالے سے جسمانی صلاحیت سے کیا تعلق ہے؟

ج: عموماً جنسی صلاحیت کا مطلب یہ ہے کہ مرد جسمانی طور پر اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ جنسی تعلقات میں داخل ہو سکے۔ اس مسئلہ کا تعلق عموماً مردوں

سے ہے۔ اگر مرد میں مطلوبہ مردانگی کا فقدان ہو تو وہ شادی سے حاصل ہونے والے سُکھ کا نہ تو خود فائدہ اُٹھا سکتا ہے اور نہ عورت کو فائدہ ملتا ہے۔ جو شخص جنسی نقطہ نظر سے ناکارہ ہو، اسے اپنی نامردانگی دُور کرائے بغیر ہرگز شادی نہیں کرنی چاہئے۔ یا اسے کم از کم شادی سے پہلے کسی ماہرِ جنسیات کا مشورہ ضرور لینا چاہئے۔ اور ضرورت پڑنے پر اپنا معائنہ اور ٹیسٹ بھی ضرور کرانا چاہئے۔ اگر اس بارے میں ذرا بھی شک ہو تو کسی سے مشورہ ضرور کرنا چاہئے ورنہ اس کی گھریلو زندگی ہمیشہ کے لئے عذاب بن جائے گی۔

۶۔ اگر کسی نے کبھی بھی جنسی تعلق قائم نہ کیا ہو تو کیا اس کے لئے یہ جاننا ممکن ہے کہ وہ باصلاحیت ہے یا نہیں؟

ج: جس نے جنسی تعلق قائم نہ کیا ہو، وہ بھی بالواسطہ طور سے اپنی مردانہ صلاحیتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتا ہے۔ عموماً جس مرد نے جنسی تعلق قائم نہ کیا ہو عام طور سے وہ بھی بچپن یا جوانی میں کچھ نہ کچھ جنسی حرکت کرتا ہی ہے۔ اِس سے اُس کے اعضائے تناسل میں جوتناؤ وغیرہ آتا ہے اس سے وہ اپنی صلاحیتوں کا اچھی طرح اندازہ لگا سکتا ہے۔

۷۔ اگر کوئی مرد جنسی طور سے موزوں ہو تو کیا یہ مان لینا چاہئے کہ وہ بچے پیدا کرنے کے لئے بھی موزوں ہے؟

ج: یہ ضروری نہیں ہے کہ جو مرد جنسی تعلق میں اپنی بیوی کو مطمئن کرسکتا ہے۔ وہ بچے بھی ضرور پیدا کر سکے۔ مردانہ صلاحیت کا تولیدی صلاحیت سے کوئی

تعلق نہیں ہے۔ایک شخص مردانگی کی نظر سے بہت زیادہ طاقتور ہوسکتا ہے۔ پھر بھی اس میں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کا فقدان ہوسکتا ہے۔اس کے برعکس یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی مرد بچے تو بہت پیدا کرلے مگراس میں اتنی مردانگی نہ ہو کہ جنسی نقطہ نظر سے اپنی عورت کو مطمئن کرسکے۔

۸۔کیا پہلے سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کوئی مرد یا عورت اولاد پیدا کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟

ج:اگر مرد کی منی کا تازہ نمونہ لے کر خوردبین کے ذریعے اس کا معائنہ کیا جائے تو بڑی حد تک اس نتیجہ پر پہنچا جاسکتا ہے کہ اس میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں۔طب یونانی میں بھی ایسے طریقے موجود ہیں جن سے اس کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔جب بھی کسی تولیدی قوت کے بارے میں شک ہو یا اس کے تولیدی نظام میں کوئی غیر معمولی بات ہو یا اس کے تولیدی اعضا میں کوئی زخم یا مرض وغیرہ ہو تو ایسے شخص کو جانچ پڑتال ضرور کرالینی چاہئے۔

۹۔کسی شخص کی عام صحت کا اس کی ازدواجی صلاحیت سے کوئی تعلق ہے؟

ج:ہرایک حالت میں اچھی صحت ایک بہت اچھی بات ہے،اور خراب صحت ایک مثالی پیار و تعلق کو بھی بگاڑ سکتی ہے،پھر بھی شادی کے لئے مطلوبہ صحت مند ہونا ناگزیر نہیں ہے۔فرض کریں کسی مرد کو بچپن میں سرخ بخار ہوا ہو، جس سے اس کے گردے ہمیشہ کے لئے متاثر ہوگئے ہوں،مگراس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ شادی کے قابل نہیں ہے۔چاہے اس کے بخار کا اثر

کی آئندہ زندگی پر یا اس کی دولت کمانے کی صلاحیت پر پڑے، مگر خاوند کی صورت میں اس کی صلاحیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک میں کوئی پرانی جسمانی کمی ہو تو اس کا علم شادی سے پہلے ہو جانا اچھا رہتا ہے جس سے دونوں کے سامنے حالت واضح رہے اور وہ از خود اس حالت کو قبول کر لیں۔ اس بات کو شادی سے پہلے چھپائے رکھنے سے شادی کے بعد اس کے نتائج افسوس ناک ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی عورت کے دل میں خرابی ہے تو حمل کی حالت اس کی صحت کے لئے اور کبھی کبھی تو اس کی زندگی کے لئے بھی خطرناک ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ اگر فرض کریں کہ کسی بھی وجہ سے اگر کوئی مرد اولاد پیدا کرنے میں ناکام ہوتا ہے تو کیا اسے شادی نہیں کرنا چاہئے؟

ج: ایسی بات نہیں ہے۔ بہت سے عورت و مرد یہ جان کر بھی آپس میں شادی کر لیتے ہیں کہ وہ اولاد پیدا نہیں کر سکیں گے، اور اس قسم کی شادی بہت کامیاب ثابت ہوتی ہے۔ ایسی کئی وجوہات اور حالات ہوتے ہیں جن کے بس ہو کر بہت سے عورت و مرد باہمی شادی میں بندھ جاتے ہیں۔ مگر ایسے حالات میں بھی دونوں کو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہئے کہ وہ شادی کے بعد اولاد پیدا نہیں کر سکیں گے۔

۱۱۔ کیا یہ پہلے سے ہی معلوم کرنے کا کوئی طریقہ ہے کہ فلاں جوڑے کی اولاد صحت مند ہو گی؟

ج: اس سوال کا جواب شادی کے لئے تولیدی صلاحیت سے ہے۔ شادی

کرنے والے مرد اور عورت قدرتی طور سے یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد اچھی ہو، دماغ اور جسم سے تندرست ہو۔ اگرچہ ایسے کوئی ٹیسٹ نہیں ہے جن سے آئندہ بچے کے جسمانی اور ذہنی اوصاف کے بارے میں پیش گوئی کی جا سکے۔ پھر بھی اگر والدین تندرست ہوں، ان میں کوئی متعدی بیماری نہ ہو، اور ان کے پیچھے خاندانی غیر معمولی کا کوئی احساس نہ ہو، تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کی اولاد تندرست اور صحت مند نہ ہو۔ اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک بھی کسی ایسے جسمانی یا ذہنی مرض میں مبتلا ہے جو بچے کو متاثر کرتی ہے، یا خاندان میں کوئی موروثی مرض یا خرابی چلی آتی ہو تو اس کے لئے شادی سے پہلے کسی ماہر سے مشورہ لینا چاہئے۔

۱۲۔ عموماً لوگ کہتے ہیں کہ قریبی رشتہ داروں میں شادی نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ ان کے بچے غیر معمولی ہوتے ہیں کیا اس خیال کی کوئی بنیادی، سائنسی وجہ ہے؟

ج: قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اولاد کے ساتھ بھی وراثت کے وہی اصول لاگو ہوتے ہیں جو غیر رشتہ داوں سے پیدا ہونے والی اولاد کے ساتھ۔ اگر ماں باپ دونوں ہی قریبی رشتہ دار ہیں تو بچے میں موروثی خرابیاں ونقائص آجانے کا بہت زیادہ امکان رہتا ہے۔ اگر اسے موروثی خوبیاں حاصل ہوتی ہیں تو بہت اچھی بات ہے، مگر اسے موروثی نقائص یعنی جسمانی یا ذہنی نااہلیت حاصل ہوتی ہے تو اس میں ناپسندیدہ نقائص کافی مقدار میں آجائیں گے۔ کچھ خاندانوں میں باہمی

شادیوں سے بڑے اچھے اور صحت مند بچے پیدا ہوئے ہیں، جب کہ پتھ
خاندانوں پر نقائص بچوں میں ابھر کر آئے ہیں۔

۱۳۔ کیا علم تولید کے نقطہ نظر سے کچھ ایسے پیمانے ہیں جن کا زندگی کا ساتھی کے انتخاب کرتے وقت پابندی کرنی چاہئے؟

ج: اگر کوئی شخص علمِ تولید کی بنیاد پر اچھے اور تندرست بچے پیدا کرنے کی نظر سے ہی اپنے جیون ساتھی کا انتخاب کرنا چاہتا ہے تو اسے ایسے شخص کا انتخاب کرنا ہوگا جو جسمانی اور دماغی نقطہ نظر سے تندرست ہو اور جس کا خاندانی پس منظر ہر طرح سے موروثی نقائص سے صاف ہو۔

۱۴۔ تولیدی اعضاء کی بناوٹ کے بارے میں بتائیں؟

ج: یہ قدرت کا اصول ہے کہ اولاد تب ہی پیدا ہوتی ہے جب مرد اور عورت کے تولیدی گلینڈز ...... کرم اور بیضہ ...... باہم ملتے ہیں۔ جہاں تک تولید کا تعلق ہے تولیدی اعضاء کا بنیادی کام تولیدی گلینڈز کی تعمیر کرنا ہے۔ لیکن مرد کا کام صرف کرموں کو پیدا کرنے تک ہی محدود نہیں ہے، اس کا یہ بھی کام ہے کہ وہ ان کرموں کو ایسی جگہ پہنچا دے جہاں وہ عورت کے تولیدی گلینڈز یعنی بیضہ کے تعلق میں آسانی سے آسکیں۔ کچھ جانداروں میں ایسا خاص بندوبست نہیں ہوتا کہ جس سے وہ کرم اس طرح کا تعلق قائم کر سکیں۔ مثال کے طور پر کچھ ایسے جانداروں کو لیا جا سکتا ہے جب وہ نر مادہ تولید کے لئے تیار ہوتے ہیں تو اپنے تولیدی گلینڈز کو سمندر کے پانی میں چھوڑ دیتے ہیں ان دونوں یعنی نر مادہ میں کچھ براہ راست تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً مچھلی وغیرہ۔

مگر اعلیٰ طبقہ کے جانداروں مثلاً انسانوں اور باہمی مباشرت کرنے والے جانداروں میں قدرت نے ایسے اعضا کو بنایا ہے اور ساتھ ہی ایسا رجحان پیدا کیا ہے جس سے کرموں کا عورت کے جسم میں داخل ہو کر عورت کے بیضہ سے تعلق پیدا کرنے کا امکان ضرور ہو جاتا ہے۔ جب انسانی سماج میں عورت ومرد کے تولیدی اعضا کا میل ہوتا ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے جب ہم مرد کے تولیدی اعضاء کی بناوٹ کا ذکر کرتے ہیں تو ہم انہیں دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک تو وہ جن کا خاص تعلق کرموں کے پیدا کرنے سے ہے، اور دوسرے وہ جو کرموں کو عورت کے جسم کے اندر لے جاتے ہیں۔ ان کی بناوٹ کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے تولیدی اعضاء کا مشاہدہ ضروری ہے۔

۱۵۔ آگے بڑھنے سے پہلے ایک شک کو دُور کر دیں کہ گردے پیشاب بناتے ہیں۔ پھر گردوں کا مثانے سے کیا تعلق ہے؟

ج: یہ سب اعضاء پیشاب نظام کے ہی اعضاء ہیں۔ پیشاب کی تیاری گردوں میں ہوتی ہے، مگر یہ اوپر کی طرف ہیں یہ تو آپ جانتے ہیں کہ گردے دو ہوتے ہیں پیٹ کے دونوں طرف ایک ایک گردہ ہوتا ہے۔ ہر ایک گردے کا تعلق ایک پتلی نازک نالی کے ذریعے مثانے سے ہوتا ہے۔ اس نلی کو یوریٹر کہتے ہیں۔ گردوں میں پیشاب کی تقریباً باقاعدہ تیاری ہوتی رہتی ہے اور ہر ایک لمحے یوریٹر نالی سے ہو کر پیشاب کی کچھ بوندیں مثانے میں ٹپکتی رہتی ہیں۔ اس مثانے میں پیشاب اس وقت تک جمع ہوتا رہتا ہے

جب تک کہ وہ ایک دوسری نالی کے ذریعے جسے پیشاب کا راستہ کہتے ہیں پیشاب باہر نکالتے وقت مثانے سے باہر نہیں نکل جاتا۔

١٦۔ کیا پیشاب سسٹم اور تولیدی اعضاء کے درمیان کوئی خاص تعلق ہے؟

ج: ہاں! تعلق ہے اور مرد میں تو خاص طور سے ہے۔ جسمانی ساخت نقطہ نظر سے پیشاب سسٹم اور تولیدی اعضاء کا گہرا تعلق ہے۔

ایک یہ کہ پیشاب کے راستے کا ایک بڑا حصہ مرد کے مباشرت میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اسی مباشرتِ قوی کو عضو تناسل کہتے ہیں۔ پیشاب سسٹم کا یکساں حصہ ہے اور عضو تناسل صرف پیشاب کو باہر نکالنے کا کام ہی نہیں کرتا۔ بلکہ مباشرت کے وقت اخراج کے وقت منی کو بھی عورت کے اندر پہنچاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی عضو ہیں جن کا دونوں سسٹموں مثانے اور تولید سے گہرا تعلق ہے۔

١٧۔ ویرج (منی) کیا ہے اور یہ کہاں بنتی ہے؟

ج: منی اس مواد کو کہتے ہیں جو مرد کے عضو تناسل سے مباشرت کے دوران اخراج کے وقت نکلتا ہے۔ اس مواد کا سب سے اہم حصہ وہ ہے جو خصیوں میں بنتا ہے، اور جس میں کرم (کیڑے) ہوتے ہیں۔ مگر اس مادے میں زیادہ تر تعداد میں جنسی گلینڈز سے نکلنے والے سیلان ہوتے ہیں۔ یہ گلینڈز ہیں، پروسٹیٹ گلینڈز اور کاپر گلینڈز۔ انزال کے وقت سیلان جمع ہو کر گھل مل جاتے ہیں اور منی کی صورت میں خارج ہو جاتے ہیں۔

رموں کی تیاری مرد کے جنسی گلینڈ میں ہوتی ہے۔ ان گلینڈز کو خصیئے کہتے ہیں۔ مرد میں بائیں اور دائیں طرف ایک ایک خصیہ ہوتا ہے۔ جو تقریباً ایک عام بیر کے برابر مگر انڈے کی ساخت کا ہوتا ہے۔ ان کی لمبائی تقریباً ڈیڑھ انچ اور موٹائی تقریباً ایک انچ ہوتی ہے۔ لیکن مختلف مردوں میں یہ مختلف صورتوں اور ساختوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ دونوں گلینڈز ایک خاص تھیلی میں بند رہتے ہیں جس کو انڈکوش کہتے ہیں۔ یہ تھیلی عضو تناسل کے پیچھے کی طرف مگر جسم کے باہر کی طرف کو لٹکی رہتی ہے۔

خصیئے صرف منی کو ہی نہیں بناتے بلکہ وہ ایک خاص قسم کا ہارمون بھی پیدا کرتے ہیں یہ منی کا حصہ نہیں ہوتا یہ ہارمون خصیوں سے سیدھا خون میں مل کر تمام جسم میں مل جاتا ہے اور انسان کی جسمانی اور نفسیاتی خصوصیت کے ارتقاء میں ایک بے حد اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس ہارمون کو مردانہ ہارمون یا ٹیسٹوسٹیرون کہتے ہیں۔

۱۸۔ کیا خصیوں کے سائز میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے کہ کبھی وہ بڑے اور کبھی چھوٹے ہوتے رہتے ہیں؟

ج: خصیوں کے سائز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی صرف اس تھیلی (انڈکوش) کا سائز سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے۔ بات یہ ہے کہ انسانی جسم کا عام درجہ حرارت رموں کی پیدائش کے لئے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے قدرت نے تھیلی کو باہر رکھا ہے اور اس کے اندر درجہ حرارت کو کنٹرول کرنے کیلئے مشینی بندوست بھی رکھا ہے تا کہ خصیئے ہمیشہ جسم سے کچھ کم درجہ حرارت

میں رہیں۔ جس سے ان میں کرموں کی پیدائش اچھی طرح ہو سکے۔

۱۹۔ کبھی کبھی بایاں خصیہ دائیں خصیے کی بجائے زیادہ لٹکا ہوتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

ج: اس کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ عموماً داہنے کے برعکس بایاں خصیہ کچھ زیادہ نیچے لٹکا ہوا ہوتا ہے۔

۲۰۔ کیا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مرد کے دو خصیوں کی جگہ صرف ایک ہی خصیہ ہو؟

ج: ایسا ہوتا ہے، لیکن کہیں پانچ چھ سو میں سے ایک اس طرح ہوتا ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حمل سے پہلے ایک یا دونوں خصیے باہر نہیں نکل پاتے اور وہ پیٹ یا نالی کے اندر ہی رہ جاتے ہیں۔ کبھی انہیں خصیہ دانی تک پہنچانے کے لیے سرجری تک کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔

۲۱۔ اگر خصیے، خصیہ دانی میں نہ اُتریں تو اِس سے مرد پر کوئی خاص اثر پڑتا ہے، کیا اس سے اس کی جنسی زندگی میں کوئی کمی آ سکتی ہے؟

ج: اگر جوان ہونے پر بھی مرد کے خصیے، خصیہ دانی میں نہیں اُترتے اور پیٹ کے اندر ہی رہ جاتے ہیں۔ تو اِن میں کرم پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ اِس لئے ایسے مرد اولاد پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر خصیے پیٹ کے اندر ہی رہ جائیں تو اِن کے ہارمون پیدا کرنے پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور مرد کے جسمانی اور ذہنی ارتقاء میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔ وہ جسمانی اور ذہنی نقطہ نظر سے عام لوگوں کی طرح ہی دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے لوگ جسمانی طور پر ہی

تندرست نہیں ہوتے بلکہ ملاپ اور مباشرت کا بھی پورا لطف اُٹھاتے ہیں۔
صرف اتنی کمی رہ جاتی ہے کہ اُن کی منی میں کرموں کا فقدان ہوتا ہے اس لیے وہ اُولاد پیدانہیں کر سکتے۔ ایسا تب ہی ہوتا ہے جبکہ دونوں خصیئے غائب ہوں۔ اگرایک بھی خصیئہ ہوتو وہ اولاد پیدا کر سکتا ہے۔

۲۲۔ یہ بتائیں کہ خصیوں سے کرم عضوتناسل تک کیسے پہنچتے ہیں؟

ج: خصیوں سے عضوتناسل تک کرموں کے جانے کا کوئی سیدھا راستہ نہیں ہے۔ یہ راستہ کافی لمبااور پیچیدہ ہے۔ اگر آپ مرد کے تولیدی اعضاء کو غور سے دیکھیں تو یہ بات اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ خصیوں کے اندر چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیوں میں بہت سی بال جیسی باریک نالیاں ہوتی ہیں، اِن ہی نالیوں میں کرموں کی پیدائش ہوتی ہے۔ یہ نالیاں آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے گندھ جاتی ہیں، اور پھر خصیوں کے اوپر کرم دانیوں کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ کرم دانیوں میں ہی کیڑے آہستہ آہستہ پختہ ہوتے ہیں۔
دونوں کرم نالیاں خصیئہ دانی کی طرف مڑ جاتی ہیں اور نلی میں سے ہوتی ہوئی پیٹ کے نچلے حصہ میں داخل ہوتی ہیں۔ یہاں پہنچ کر پھر یہ نیچے کی طرف مڑ جاتی ہیں اور آخر میں پیشاب کے راستے پچھلے حصہ میں مادہ تولید کی تھیلی میں جا کر کھلتی ہے۔ اِن کی لمبائی سولہ اِنچ اور موٹائی (1/8) انچ ہوتی ہے ہوتی ہے۔

۲۳۔ کیا مادہ تولید کے کرموں کو تقریباً ایسے ہی پچیدہ راستہ پار کرنا پڑتا ہے؟

ج: ہاں، اور اگر کسی وجہ سے یہ راستہ کرم دانیوں یا کرم نالی میں بند ہو جائے تو

اس مخصوص سمت میں کرم آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ دونوں طرف کا راستہ
بند ہو جائے تو ایسا مرد اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتا ہے۔

۲۴۔ یہ راستے بند کیسے ہو جاتے ہیں؟

ج: عموماً کسی چوٹ یا مرض کے باعث ایسا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی سوزاک کی وجہ
سے جو سوجن ہو جاتی ہے اس سے بھی ایسا ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ
ایسے مرد اولاد پیدا نہیں کر سکتے، کیوں کے کرموں کے خصیوں میں سے
آگے جانے کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔

۲۵۔ کیا ایسی حالت میں منی بھی خارج نہیں ہوتی؟

ج: نہیں! منی کا خراج پھر بھی ہوتا ہے جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ منی نام
کے جس مادہ کا خراج ہوتا ہے اُس کا زیادہ تر حصہ دوسرے تولیدی گلینڈز
سے مل کر بنتا ہے۔ کرم کی نالیوں کے بند ہو جانے پر بھی ان گلینڈز پر کوئی
اثر نہیں پڑتا کیوں کہ ان کا راستہ الگ اور آزاد ہے۔

۲۶۔ دوسری تولیدی گلینڈز کا کیا کام ہے؟

ج: کرم دانیاں دو ہیں جن کی بناوٹ مٹر کی پھلی جیسی ہوتی ہے۔ وہ اپنا ذاتی
سیال، چکنا، زرد سا مواد پیدا کرتی ہیں، جو کرموں میں جا کر گھل مل جاتا
ہے۔ اس سے منی گاڑھی ہی نہیں ہو جاتی بلکہ اس کے باعث اس میں اضافہ
بھی ہوتا ہے۔ اس ہارمون میں ایک خاص طرح کی شکر ہوتی ہے یہ کرم
گلینڈز کو طاقت دیتی ہیں جو مردانگی کے لیے ضروری ہے۔

پرسٹیٹ گلینڈز ایک دوسرا گلینڈ ہے جو تولیدی کام میں اپنا اہم کردار

ادا کرتا ہے اس کا سائز تقریباً اخروٹ کے برابر ہوتا ہے۔ یہ مثانے کے نیچے پیشاب کے راستے کو چاروں طرف سے گھیرے رکھتا ہے۔ انزال کے وقت پرسٹیٹ گلینڈ سکڑ کر اپنا ذاتی، پتلا، دودھیا مواد منی میں ملا دیتا ہے۔ یہ مواد تیزابی ہوتا ہے۔ اس مواد کا کیا کام ہے؟ ابھی تک اس بارے میں تجربات ہو رہے ہیں مگر یقین کیا جاتا ہے کہ دوسرے عنصرات کے علاوہ اس میں ایسا خمیر ہوتا ہے جو لئی جیسی گاڑھی منی کو انزال کے بعد سیال بنا دیتا ہے۔

۲۶۔ اگر منی کی تیاری مختلف ہارمونز سے ہوتی ہے تو وہ سب کہاں ملتے ہیں؟

ج: وہ سب پیشاب کے راستے کے پچھلے حصہ میں ملتے ہیں۔ پیشاب کا راستہ عضوِ تناسل سے ہو کر جاتا ہے۔ اس لیے وہ تمام ہارمونز انزال میں باہر نکل جاتے ہیں۔ عضوِ تناسل مرد کے مباشرت کرنے والا عضو ہے اور اس کا اہم کام عورت کے تولیدی راستے میں منی کو پہنچانا ہے۔ یہ مکمل عضو ایک ڈھیلی، پتلی اور لچکیلی جلد سے ڈھکا ہوتا ہے۔ عموماً عضوِ تناسل ساکن ہوتا ہے اور خصیہ دانی کے آگے ڈھیلی ڈھالی شکل میں لٹکا رہتا ہے۔ مباشرت کے جوش کے وقت اور تناؤ کے ردِ عمل میں عضو کے سائز اور حالت میں تبدیلی آجاتی ہے۔ پورے عضو میں بہت چھوٹے چھوٹے خون کے مقامات ہوتے ہیں۔ جب یہ مقام خالی ہوتے ہیں تو عضو ساکن ہو جاتا ہے۔ جب یہ مقامات خون کے دباؤ کے باعث بھر جاتے ہیں تو عضو سخت اور سیدھا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عضو میں بہت سے لچکیلے ٹشوز ہوتے ہیں جن سے عضو کے سائز میں مطلوبہ تبدیلی ہوتی ہے۔

۲۷۔ عضو کی لمبائی یا سائز کیا ہوتا ہے؟

ج: غیر تناؤ کی حالت میں اس کے پیچھے کی جڑ سے سرے تک اوسط لمبائی تقریباً پونے چار انچ ہوتی ہے۔ تناؤ کے وقت یہ لمبائی بڑھ کر ساڑھے پانچ سے چھ انچ تک ہو جاتی ہے اور اس کی موٹائی تقریباً ڈیڑھ انچ تک ہوتی ہے۔ مگر یہ ہر ایک مرد میں ایک جیسی نہیں ہوتی۔ مختلف مردوں میں اس کے سائز میں اختلاف ہوتا ہے۔

۲۸۔ کیا عضو تناسل کا سائز جسمانی ساخت پر منحصر ہے؟

ج: نہیں ایسی بات نہیں ہے عضو کی لمبائی اور چوڑائی ان وجوہات پر انحصار نہیں کرتی۔ جن کا عام طور سے جسم کے قد کاٹھ کی تعمیر میں ہوتا ہے۔ عموماً تولیدی گلینڈز سے جو ہارمون نکلتا ہے اسی سے عضو کا سائز بنتا ہے۔

۲۹۔ کیا عضو کے سائز کا مرد کی جنسی قوت سے کوئی تعلق ہے؟

ج: نہیں عضو کے سائز کا مرد کی جنسی صلاحیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسے بہت سے لوگ ہیں جن کے عضو نسبتاً چھوٹے ہوتے ہیں پھر بھی وہ مباشرت میں بہت فعال ہوتے ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے عضو بڑے ہوتے ہوئے بھی اُن کی مردانہ قوت بہت ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔

۳۰۔ ختنہ مرد کے لئے کیوں ضروری ہے؟

ج: ختنہ کا مطلب ہے عضو کے آگے کی اس جلد کو کٹوا دینا جو عضو کی سپاری کے زیادہ تر حصہ کو ڈھانپے رکھتی ہے۔ یہ ایک بہت قدیم سرجری عمل ہے۔ صحت کے نقطہ نظر سے اس حصہ کے نیچے عموماً کچھ سفید میلا سا مواد جمع ہو

جاتا ہے جسے عضو کی گندگی کہتے ہیں۔ ختنہ ہو جانے سے سپاری کھلی رہتی ہے اور اس حصہ کو زیادہ صاف رکھا جا سکتا ہے۔ ختنہ نہ کرانے سے بھی مباشرت کی خواہش میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ اس کی صلاحیت میں کوئی فرق آتا ہے۔

۳۱۔ جس وقت عضو تناؤ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس وقت کبھی کبھی ایک چکنا لیس دار مادہ آگے آ جاتا ہے۔ کیا یہ منی ہوتی ہے؟

ج: نہیں یہ مواد منی کا حصہ نہیں ہے، پیشاب کا راستہ عضو میں سے ہو کر گزرتا ہے اور یہ دو کام کرتا ہے اس راستے سے پیشاب اور منی دونوں نکلتے ہیں۔ پیشاب ایک طرح کا تیزاب ہوتا ہے اور تیزاب کرموں کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس ممکنہ نقصان دہ اثر کو روکنے کے لیے کاپر گلینڈ جو پیشاب کے راستے کے ساتھ لگے ہوتے ہیں، جنسی جوش کے وقت پیشاب کے راستے میں کچھ ایسڈ انڈیلتے ہیں۔ یہ ایسڈ پیشاب کے راستے میں رہ جانے والے تیزاب کو بے عمل کر دیتا ہے۔ اِس سے اس راستے سے آنے والی منی کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

۳۲۔ کیا اس مادہ میں کرم بھی ہوتے ہیں؟

ج: ایسا ہونا ضروری تو نہیں ہے۔ عموماً یہ مادہ سفید شفاف اور چکنا ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی کرم نہیں ہوتا۔

۳۳۔ کیا منی ہمیشہ بنتی رہتی ہے یا صرف جنسی جوش کے وقت ہی بنتی ہے؟

ج: جن مختلف ہارمونز میں منی تیار ہوتی ہے وہ باقاعدہ پیدا ہوتے رہتے ہیں

مگر حقیقی طور پر ہارمونز منی کی صورت انزال کے وقت ہی اختیار کرتے ہیں۔

۳۴۔ اگر منی اور پیشاب ایک ہی راستے سے نکلتے ہیں تو انزال کے وقت دونوں مل کیوں نہیں جاتے؟

ج: اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت منی انزال ہونے کو ہوتی ہے تو اس وقت پرسٹیٹ گلینڈ مثانے کے نیچے کے حصے کو جس میں سے پیشاب کا راستہ نکلتا ہے کس کر بند کردیتا ہے جس سے پیشاب کے نیچے آنے کا راستہ بند ہو جاتا ہے، صرف منی نکلنے کا راستہ کھلا رہتا ہے۔

۳۵۔ ایک وقت میں انزال ہونے پر کتنے کرم خارج ہوتے ہیں؟

ج: ایک انزال میں تقریباً چائے کے چمچ کے برابر منی نکلتی ہے، اس میں تیس کروڑ سے ساٹھ کروڑ تک کرم ہوتے ہیں۔ جب منی کا اخراج ہوتا ہے تو اس میں گاڑھا پن ہوتا ہے مگر تین سے پندرہ منٹ کے دوران میں وہ سیال صورت اختیار کرلیتا ہے۔ جب منی گاڑھی ہوتی ہے تو کرم ساکن حالت میں ہوتے ہیں مگر جب وہ سیال ہوتی ہے تو فوراً تیزی سے چلنے پھرنے لگتے ہیں۔

۳۶۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کرم بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں؟

ج: ہاں ہر ایک کرم کی لمبائی ایک انچ کے چھ ہزارویں حصہ کے برابر ہوتی ہے۔ ایک عام خوردبین کی مدد سے اسے آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔

۳۷۔ کرم دیکھنے میں کیسے ہوتے ہیں؟

ج: کرم ایک موٹے لمبے مینڈک کے بچے جیسا ہوتا ہے۔ اس کا سر گول، دھڑ

اور لمبی پتلی دم ہوتی ہے۔اس کے سر میں ہی وہ اہم عنصر ہوتے ہیں جن کے ذریعے تولید ہوتی ہے۔انہیں جگہوں میں کروموسوم اور جین (JENES) رہتے ہیں۔

۳۸۔انزال کے بعد کرم کتنے عرصے تک زندہ رہتا ہے؟

ج:یہ اس بات پر منحصر ہے کہ انزال کے بعد وہ کیسے ماحول میں رہتے ہیں۔ جسم سے باہر رہنے پر ان کی زندگی کا اہم عرصہ اس جگہ کے درجہ حرارت پر منحصر ہوتا ہے جس میں وہ رہتے ہیں۔ایک عام کمرے کے درجہ حرارت میں کرم اڑتالیس گھنٹے یا اس سے بھی زیادہ وقت تک زندہ رہ سکتے ہیں۔گرم درجہ حرارت میں ان کی رفتار زیادہ ہوتی ہے اس لیے ان کی طاقت بھی جلد ختم ہو جاتی ہے۔اس کے برعکس اگر انہیں ریفریجریٹر کے درجہ حرارت میں رکھا جائے تو وہ کئی دِن تک زندہ رہ سکتے ہیں۔اس کا سرد درجہ حرارت اُنہیں عارضی طور پر ساکن بنا دیتا ہے اور اگر اُنہیں منجمد کر دیا جائے تو اس حالت میں مہینوں ہی نہیں بلکہ برسوں تک زندہ رہ سکتے ہیں۔اس کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے۔

۳۹۔کیا خصیوں میں کرم باقاعدہ پیدا ہوتے رہتے ہیں؟

ج:کچھ ادنیٰ نسل کے جاندار ایسے ہوتے ہیں جن کے اندر کرموں کی پیدائش کچھ خاص مہینوں میں ہوتی ہے۔خاص مہینوں میں اُن کے خصیئے کرم پیدا کرنے کے نقطۂ نظر سے بے عمل رہتے ہیں۔مگر اعلیٰ نسل کے زیادہ تر جانداروں میں ہمیشہ کرموں کی پیداوار ہوتی رہتی ہے۔انسان کا شمار اعلیٰ نسل

کے جانداروں میں کیا جاتا ہے۔

۴۰۔ کچھ مرد ایک ہی رات میں کئی بار مباشرت کرتے ہیں اگر ایسا مرد ایک بار مباشرت کرنے کے بعد ایک گھنٹے کے بعد پھر مباشرت کرتا ہے تو کیا اس دوسری بار کے اخراج میں بھی اتنے ہی کرم ہوں گے جتنے کہ پہلی بار مباشرت میں تھے؟

ج: شاید دوسری بار کے اخراج میں اتنے کرم نہیں ہوں گے۔ یہ اس بات پر منحصر ہے کہ پہلے اخراج کے وقت گلینڈز نے اپنے ہارموز کتنی مقدار میں خارج کئے ہیں۔ عموماً دوسری بار مباشرت کے وقت، اخراج میں پہلے اخراج کے برعکس منی بھی کم ہوتی ہے، اور کرم بھی کم ہوتے ہیں۔ اتنی ہی مقدار میں منی چھوڑنے اور کرم پیدا کر کے اُس کے ذریعے روانہ کرنے میں کم از کم چوبیس گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔ اگر جلدی جلدی اخراج ہوتا ہے تو اخراج منی بہت پتلی ہوگی اور اس میں کرم بھی بہت کم ہوں گے۔ سائنسی تحقیقات سے یہ علم ہوا ہے کہ بعد کے اخراجوں میں کرم کم طاقت ور اور کم اثر انگیز ہوتے ہیں۔ بار بار اور جلدی جلدی ملاپ کرنے سے کرم اپنی پوری پختگی حاصل نہیں کر پاتے اور جسمانی سائز میں بھی چھوٹے رہ جاتے ہیں۔

۴۱۔ اگر منی خرچ ہی نہ کی جائے تو کرموں کا کیا ہوتا ہے؟

ج: زیادہ عرصہ تک مباشرت نہ کرنے پر کرم جو کرم دانیوں اور نالیوں میں رہتے ہیں، وہ آہستہ آہستہ مر کر ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ زیادہ عرصہ کے بعد جو پہلی مباشرت میں منی کا اخراج ہوتا ہے، اس میں ان

اخراجوں کے برعکس جو آگے چل کر بکثرت ہوتے ہیں، کم فعال اور کم طاقت ور کرم پائے جاتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کرم دانیوں اور نالیوں میں زیادہ وقت تک رہنے والے کرم اپنی قوت کھو بیٹھتے ہیں۔

۴۲۔ ہارمونز کیا ہوتے ہیں؟

ج: ہارمونز ان کیمیاوی عناصر کو کہتے ہیں جن کو خاص گلینڈز پیدا کرتے ہیں، اور جو خون کے ذریعے جسم کے مختلف حصوں تک لے جائے جاتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر یہ اُن حصوں کے کاموں کو متاثر کرتے ہیں یہ سیدھے خون میں داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں اندرونی ہارمونز کہتے ہیں۔ ان گلینڈز میں سے زیادہ اہم ماتھے کے نیچے دودھ گلینڈز، گلے میں تھائرائڈ اور گردوں کے اُوپر جڑے ہوئے ایڈرینل اور تولیدی گلینڈز خصیئے اور بیضے ہیں۔ دراصل بہت سے ہارمونز اعضاء مخصوصہ اور تولید میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہارمونز میں ایسی قوت ہوتی ہے کہ وہ مختلف اعضاء کو کام کرنے کے لئے تیار کرسکیں اور اُنہیں توانائی دے سکیں۔

۴۳۔ کیا منی میں کوئی خاص ہارمون ہوتا ہے؟

ج: نہیں یہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ خصیئے کرموں اور مرد کے جنسی ہارمونز کی پیداوار کرتے ہیں اور وہ ان کے دو مختلف حصوں کے ذریعے پیدا کئے جاتے ہیں۔ کرم نالیوں سے ہو کر جاتے ہیں جب کہ ہارمونز سیدھے خون میں جا کر مل جاتے ہیں اور اس طرح پورے جسم میں پھیل جاتے ہیں۔

۴۴۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عورت اور مرد کے درمیان جو فرق ہے اس کی

اہم وجہ جنسی ہارمونز ہی ہیں؟

ج: ہاں! یہ خیال بہت حد تک درست ہے۔ اگر پیدائش کے فوراً بعد کسی جانور کے خصیے نکال دیے جائیں، تو اُس جانور میں اپنی نسل والے جانوروں کی علامات کا ارتقاء نہیں ہوگا۔ مثلاً جس مرغ کے خصیے نکال دیے جائیں، تو اُن کی کلغی نہیں آئے گی، اتنا ہی نہیں بلکہ وہ بانگ بھی نہیں دے گا، اور کبھی کسی مرغی کی طرف متوجہ بھی نہیں ہوگا۔ کچھ تو تحقیقات کے نقطہ نظر سے زمانہ قدیم سے ایسا ہوتا آیا ہے اور آپ کو تعجب ہوگا کہ بانجھ جانور اس نقطہ نظر سے قیمتی ہو جاتے ہیں، کیوں کے وہ مزاجاً سیدھے اور آسان ہو جاتے ہیں اور جس سے اُن پر کنٹرول رکھنے پر کوئی مشکل پیش نہیں آتی، اِن پر جلد ہی چربی چڑھ جاتی ہے اور اِن کی خواہش ختم ہو جاتی ہے جس سے وہ اپنے مالکوں کو پریشان نہیں کرتے۔

۴۵۔ اگر مرد کے جنسی گلینڈز نکال دیے جائیں تو کیا ہوگا؟

ج: جوانی میں داخل ہونے سے پہلے ہی اگر کسی لڑکے کے جنسی گلینڈز (خصیئے) نکال دیئے جائیں تو اِس کا اثر بعد کے ارتقاء، چال ڈھال، اور شخصیت پر پڑے گا۔ جس لڑکے کے جنسی گلینڈز نکال دیئے جائیں اُس میں مردانہ علامات کا ارتقاء نہیں ہوتا، اور وہ دیکھنے میں نہ تو مرد دکھائی دیتا ہے اور نہ عورت۔ اُس کے چہرے پر داڑھی مونچھ نہیں آتی، اُس کی آواز میں زنانہ پن جھلکتا ہے، اُس کے جسم پر چربی بھی زیادہ مقدار میں چڑھ جاتی ہے، اُس کے تولیدی اعضاء کا ارتقاء نہیں ہوتا اور اُس کے دِل میں جنس[illegible]ہش بھی

بیدار نہیں ہوتی۔

۴۶۔ اگر جوان ہونے پر مرد کے جنسی گلینڈز نکال دیے جائیں تو کیا ہوگا؟

ج: جوان ہونے پر اگر کسی مرد کے جنسی گلینڈز نکال دیے جائیں تو اِس میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں ہوگی۔ اگر ایک بار معمولی جنسی علامات ظاہر ہو جائیں تو وہ گلینڈز کے نکال دینے کے بعد پوری طرح غائب نہیں ہوتیں۔ یہ ضرور ہے کہ اِس کے ارتقاء میں معمولی سی تبدیلی آ جاتی ہے، تھوڑی بہت چربی چڑھ جاتی ہے اور نفسیاتی اور جذباتی رویے میں کچھ فرق آ جاتا ہے۔

۴۷۔ آجکل شادی کے جنسی پہلو کو ضرورت سے زیادہ اُبھارنے کا رجحان نہیں چل پڑا، جیسے شادی کا ایک طرح کا مقصد اور بنیاد جنس کو ہی سمجھا جاتا ہے؟

ج: ایک طرح سے جنس ہی شادی کی بنیاد نہیں ہے اور جنسی کشش کے بل پر کوئی حقیقی مستقل تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ سکھی شادی کے لئے باہمی پیار، ذہنی رجحانات، مفادات، مطلوبہ مالی حالت اور شخصیت، خاندانی اور سماجی تعلقات میں مطابقت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی سچ ہے کہ جہاں جنسی کشش نہیں ہوتی یا ازدواجی جنسی زندگی مطمئن نہیں ہوتی، وہاں شادی کا تعلق کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ بہت سی گھریلو مشکلات کی براہ راست یا بالواسطہ وجہ جنس میں ہی ملتا ہے اور ازدواجی آسودگی میں جنسی عناصر کا اہم کردار رہتا ہے۔ اِس سے ایک بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ پوری طرح مطمئن اور کامیاب شادیوں کے لئے سکون بخش جنسی تعلقات کا ہونا ضروری ہے۔

۴۸۔ آجکل عموماً جنس کی اہمیت کے بارے میں جو تبدیلی پائی جاتی ہے اُس کی کیا وجہ ہے، اِس موضوع پر جتنا آجکل لکھا جا رہا ہے پہلے کبھی نہیں لکھا گیا؟

ج: اس بارے میں جو آجکل نیا نقطہ نظر اپنایا جا رہا ہے اِس کے پیچھے کئی سماجی اور تہذیبی عناصر مجموعی طور پر موجود ہیں۔ اصولِ تولید کے علم کی تفصیلات کے نتیجہ میں جنس کو تولیدی عمل سے علیحدہ کرنا اور شادی میں مضبوط جنسی جذبہ کو ظاہری طور پر سمجھنا ممکن ہو سکا ہے۔ جہاں تک جنسی تکنیک کے مسائل کا تعلق ہے، اِس بات کو بہت پہلے سے تسلیم کیا جا چکا ہے کہ جنسی تعلقات کے لئے کچھ تیاری ہونا ضروری ہے۔

۴۹۔ جنسی تکنیک سے آپ کا کیا مقصد ہے، اس کے لئے کسی خاص علم کی ضرورت ہوتی ہے؟

ج: جب جنسی تکنیک کی بات ہوتی ہے تو مقصد جنسی کام کو پُر اثر طریقہ سے کرنے کے ردِعمل سے ہوتا ہے۔ اِس میں استعمال ہونے والے اعضاء کی بناوٹ، جنسی ملاپ کے جسمانی اعضاء اور جسمانی کام کے ردِعمل کو سمجھنا چاہئے۔ جسمانی اور جذباتی نقطہ نظر سے یہ ضروری ہے کہ مرد و عورت کو جنسی جذبے، جنسی رجحان پیدا کرنے والے ماخذ نیز جنسی عمل اور ردِعمل اور جنسی کاموں کے بارے میں علم ہو۔

۵۰۔ اگر ایک بار جنسی تعلق قائم ہو جائے تو تسکین آمیز جنسی مطابقت کیسے قائم ہو سکتی ہے؟

ج: اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مباشرت صرف جسمانی احساس نہیں ہے، بلکہ جذباتی احساس بھی ہے۔ اس میں احساسات اور جذبات دونوں کا ہی حصہ ہوتا ہے۔ ازدواجی زندگی کو پر مسرت بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ میاں اور بیوی دونوں ہی ہر ایک کے ردعملوں کو سمجھنے اور اپنی جنسی ضروریات کو باہم کرنے کے لئے کوشش کریں اور اپنے تعلقات میں جنسی فن کا استعمال کریں۔

۵۱۔ عورت اور مرد کے درمیان جو جنسی خواہشات ہوتی ہیں کیا ان کی خواہش کی گرم جوشی میں کوئی فرق ہوتا ہے؟

ج: عورت میں جنسی خواہش کتنی ہوتی ہے یہ کافی قابلِ بحث موضوع ہے کچھ وقت تک یہ سنجیدہ خیال تھا کہ جنسی خواہش خاص اور پوری مرد میں ہی ہوتی ہے، آج جب کہ ہمیں جنسی جذبات کا پورا علم ہے اس طرح کے خیالات فضول سمجھے جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ جنسی خواہش کا فقدان یا پھر بے کیف عورتوں میں مردوں کی بجائے زیادہ ملتی ہے مگر اس سے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عورتوں میں جنسی خواہش بالکل ہوتی ہی نہیں۔ ابتدائی تربیت اور سماجی اخلاق عورتوں کی خواہش کو اتنا دبا دیتا ہے کہ وہ بعد کی زندگی میں فوراً ابھر کر سطح پر نہیں آتی۔ اس میں شبہ نہیں کہ عورت کی جنسی خواہشیں بھی مردوں کی طرح ہیں۔

۵۲۔ مباشرت کا عمل کتنی دیر تک چلنا چاہیے؟

ج: اس کا جواب دینے سے پہلے ہمیں اس کا مطلب اپنے دل میں واضح طور پر سمجھ لینا چاہیے۔ یہ مرد و عورت کی خواہش پر منحصر ہے کیونکہ ہر شخص کی صلاحیت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اس وقت کی مدت مختلف باتوں پر منحصر ہے۔ اس بارے میں پیچھے تفصیلاً بات ہو چکی ہے۔

۵۳۔ ازدواجی زندگی میں ہونے والی مشکلات کا باعث کیا جنسی مطابقت کا فقدان ہے؟

ج: اصل میں ایسی بات نہیں ہے، ازدواجی زندگی میں مرد و عورت کے ذریعے ہونے والی مطابقت میں کئی چیزوں کا کردار ہے ان میں عورت و مرد کی شخصیت، ان کی جذباتی حفاظت کی مقدار، باہمی پیار، ان کی سماجی اور مالی حالت، خاندانی تعلقات اور ایسی بہت سی باتوں کا ازدواجی مطابقت میں حصہ ہوتا ہے لیکن جنسی تعلقات ان میں زیادہ اہم ہیں اگر جنسی نابرابریوں کو روکا جا سکے یا ان کو سدھارا جا سکے تو کامیاب ازدواجی زندگی کی دستیابی آسان ہو جاتی ہے۔

۵۴۔ شادی کیوں ضروری ہے اس بارے میں ماہرین کے کیا خیالات ہیں؟

ج: مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں مختلف دانشوروں کی ایک کانفرنس ہوئی جس کا موضوع تھا ''شادی کے فوائد'' اس کانفرنس میں شریک تمام ماہرین نے شادی کے حق میں دلائل دیئے جو کچھ یوں تھے۔

☆ شادی انسان کی فطری ضرورت ہے۔

☆ شادی شدہ افراد کی صحت غیر شادی شدہ افراد کے مقابلے میں عموماً بہتر ہوتی ہے۔

☆ ۵۵ فیصد افراد میں خطرناک بیماریوں کو وجہ غیر شادی شدہ ہونا یا طلاق کے بعد تنہا رہنا ہے۔

قاہرہ میں ادارۂ معاشرتی علوم کے ماہر ڈاکٹر محسن العرقان کے خیال میں شادی کرنے سے لوگ کئی نفسیاتی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ شادی شدہ افراد بہترین اخلاقی صفات کے حامل ہوتے ہیں۔ شادی کرنا بذاتِ خود نفسیاتی اور ذہنی صحت کی علامت ہے۔ شادی کرنے والا شخص رضا کارانہ طور پر فریقِ ثانی کو اپنی زندگی کا شریک بناتا ہے اس طرح وہ خود غرضی سے دستبردار ہو کر ایک خاندان تشکیل دیتا ہے۔ اسے خوش اور قائم رکھنے کی جدوجہد کرتا ہے۔

شمس یونیورسٹی مصر کی ڈاکٹر عالیہ شکری کا خیال ہے کہ انسان فطرتاً اجتماعیت پسند ہے اور شادی ایک ایسا دینی فریضہ ہے جس سے انحراف انتہائی مشکل ہے اور انسان کیلئے نقصان دہ بھی۔ شادی کے ذریعہ ہی ایک انسان دوسرے انسانوں کی خوشی و سعادت کے لئے دوڑ دھوپ کی لذت محسوس کرسکتا ہے۔

قاہرہ یونیورسٹی کے ماہر نفسیات ڈاکٹر بسری عبدالحسن کا مشورہ ہے کہ تنہائی کی تلخیوں سے بچنے کے لئے شادی کرنا ضروری ہے۔ تنہائی کی وجہ

سے نفسیاتی اضطراب پیدا ہوتا ہے اور صحت پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شادی اس کا بہترین حل ہے۔ جس سے انسان ذہنی سکون محسوس کرتا ہے اور طبعی خواہشات شرعی طریقے سے پوری کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے انسان دوسروں کیلئے زندہ رہنا سیکھ لیتا ہے۔

ماہرینِ امراضِ قلب کے مطابق دل کے پچاس فیصد امراض نفسیاتی پیچیدگیوں کے باعث ہوتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ غیر شادی شدہ لوگ جلد بڑھاپے کا شکار ہو جاتے ہیں۔

واشنگٹن یونیورسٹی میں نفسیاتی امراض کے ماہر استاد نیل جیکسن مسلسل تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ شادی شدہ افراد نفسیاتی بیماریوں سے عموماً محفوظ رہتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ غیرہ شادی شدہ، رنڈوے اور طلاق یافتہ افراد نزلہ، زکام، امراضِ قلب اور اعصابی بیماریوں کے ساتھ ساتھ شوگر، پتھری اور معدے کی بیماریوں اور سر درد کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

۱۹۵۵ء سے ۱۹۹۵ء تک برطانیہ میں مرنے والے طلاق یافتہ اور غیر شادی شدہ افراد کی تعداد شادی شدہ افراد سے زیادہ تھی جس میں قدرتی مدافعتی نظام کی کمزوری اہم سبب تھی۔

معلوم ہوا ہے کہ غیر شادی شدہ اور طلاق یافتہ افراد کے کھانوں میں توانائی بخش اشیاء کی کمی ہوتی ہے۔ وہ متوازن خوراک حاصل کرتے ہیں اور نہ ان کی نیند ٹھیک طرح پوری ہوتی ہے۔ جس سے ان کے جسم کا قدرتی

مدافعتی نظام کمزور ہو جاتا ہے اور وہ جلد مختلف امراض کی زد میں آجاتے ہیں۔ ۵۵ سے ۶۰ سال کی عمر کے ۹ ہزار افراد سے محفوظ اور تندرست رہنے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا سب سے بڑا راز خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنا ہے۔

یہ بات اب بین الاقوامی طور پر تسلیم کی گئی ہے کہ شادی شدہ افراد کی عمریں غیر شادی شدہ افراد کی نسبت زیادہ طویل ہوتی ہیں۔ ۲۱ فیصد شادی شدہ افراد کے مقابلے میں ۵۵ فیصد غیر شادی شدہ یا طلاق یافتہ افراد خطرناک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔

قاہرہ یونیورسٹی میں دماغ اور اعصاب کے ماہر ڈاکٹر سمیر الملا کا کہنا ہے کہ شادی شدہ افراد اعصابی اضطراب سے عموماً محفوظ رہتے ہیں۔ وہ غمگینی وافسردگی اور نفسیاتی دباؤ کا شکار نہیں ہوتے۔

ایک معروف امریکی ماہر نفسیات اپنی کتاب ''فار ایور بیچلر'' میں لکھتے ہیں کہ شادی کی مخالفت کرنے والوں میں اکثریت کمزور دل اور غیر مستقل مزاج افراد کی ہوتی ہے۔ یہ لوگ ذمہ داریوں سے گھبراتے اور فرائض کی ادائیگی سے کتراتے ہیں۔ ان میں عام انسانوں کی نسبت خودغرضی کا عنصر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ دوسروں کے لئے زندہ رہنے کی انسانی جذبوں سے پوری طرح آشنا نہیں ہوتے جبکہ ایسے افراد کا بڑھاپا بھی عموماً خراب اور تنگ گزرتا ہے۔

شادی کی اہمیت کے بارے میں ایک بزرگ کا قول بڑا سبق آموز

ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے لئے جو شادی کی مخالفت کرتے ہیں کہ!

"اگر میری زندگی کا ایک دن بھی باقی ہوتا تو میں شادی شدہ ہو کر مرنا پسند کروں گا"

۵۶۔ کیا مردوں کی جنسی خواہش اور صلاحیت میں فرق ہوتا ہے؟

ج: ہاں! مردوں کی جنسی خواہشات اور صلاحیت میں کافی فرق ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کی جنسی خواہش کافی مضبوط ہوتی ہے اور وہ جلدی جلدی سے مباشرت کرنا چاہتے ہیں، جب کہ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کے اندر جنسی خواہش بہت کم ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر ایک انگریز ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ تیس برس سے کم عمر مردوں میں مباشرت کے ذریعے یا دوسرے منفی جنسی کاموں کے نتیجہ میں انزال تین تین بار فی ہفتہ ہوا ہے، مگر اِس عمر کے مجموعے میں ایسے بھی مرد ہیں جن کا ہفتہ میں ایک بار سے بھی کم انزال ہوتا ہے اور ایسے بھی مرد ہیں جو ہفتہ میں سات یا اِس سے بھی زیادہ بار انزال ہوتا ہے۔ عمر، ازدواجی حالت، سماجی اور تعلیمی سطح اور جسمانی ساخت کے مطابق انزال کی تعداد مختلف مردوں میں مختلف ہوتی ہے۔ مزید تفصیلات پیچھے بھی درج کی جا چکی ہیں۔

۵۷۔ کیا مرد جنسی نقطہ نظر سے سرد بھی ہوتے ہیں؟

ج: کچھ عرصہ پہلے یورپ میں ایک جنسی ماہر نے ایک اخبار میں عورتوں کے سرد پن کے بارے میں ایک مضمون لکھا تھا۔ اِس کے جواب میں بہت سی عورتوں نے خطوط لکھ کر یہ شکایت کی تھی کہ ہماری خاندان میں ہم نہیں بلکہ

ہمارے مرد سرد ہیں۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ زیادہ تر عورتوں میں ٹھنڈا پن پایا جاتا ہے مگر مرد بھی اس سے بری نہیں ہے۔

۵۸۔ اگر کوئی مرد جنسی نقطہ نظر سے سرد ہو تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نامرد بھی ہوگا؟

ج: نہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ جنسی لحاظ سے سرد شخص نامرد بھی ہو۔ جنسی لحاظ سے سرد مرد مباشرت کرتے وقت کافی بیدار ہو سکتا ہے، اور مکمل صلاحیت کے ساتھ مباشرت کر سکتا ہے، مگر اُس میں عورت کیساتھ ملاپ کرنے کی زیادہ خواہش نہیں ہوتی۔ وہ بغیر ملاپ کے کئی ہفتہ بلکہ کئی ماہ تک رہ سکتا ہے۔ اور اس کے برعکس نامرد شخص کی جنسی خواہش اور ملاپ کی زبردست خواہش ہوتے ہوئے بھی مطلوبہ تناؤ وغیرہ حاصل نہیں کر سکتا۔

۵۹۔ اگر مرد میں خواہش کی کمی ہو یا مطلوبہ مردانگی کا فقدان ہو تو اُسے شادی ہی کیوں کرنی چاہیے؟

ج: بہت سے مرد یہ اچھی طرح جانے بغیر اور بہت سے یہ بات جانتے ہوئے بھی خاندانی یا گھریلو دباؤ کے تحت شادی کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے بھی ہو سکتا ہے کہ شادی سے پہلے تک وہ بالکل ٹھیک ہوں مگر شادی کے بعد ان میں سرد پن یا مردانگی کی کمی آ جائے۔ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ شادی سے پہلے مرد جنسی طور پر نارمل ہوتا ہے لیکن پھر بھی کئی نفسیاتی یا جذباتی وجوہات سے وہ اپنے آپ میں ملاپ کی کمی محسوس کرتا ہے۔ کبھی کبھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ جنسی لحاظ سے پوری طرح اہل نہیں ہے پھر بھی وہ

اُمید یا یقین سے شادی کر لیتا ہے کہ ازدواجی زندگی گزارنے پر اُس کی یہ کمی دور ہو جائے گی۔ یہ اُس کی بہت بڑی بھول ہوتی ہے۔ اگر ممکن ہو تو اُسے شادی سے پہلے اپنی متعلقہ کمی کو دور کرا لینا چاہئے۔ کچھ مرد و عورت خاص کر ادھیڑ عمر کے مرد و عورت ایسے ہوتے ہیں جو شادی کو صرف ساتھی، غمگسار، اور گھر بسانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور جنسی عمل کو خاص اہمیت نہیں دیتے لیکن یہ شخصی سمجھ بوجھ اور مطابقت پر منحصر ہے۔ یہ ضروری ہے کہ دونوں کو اس بات کا اور اِس کے نتیجہ کا واضح علم ہو، اور اس سے پیدا ہونے والی مشکلات کا حالت سامنا کرنے کی تیاری ہو۔

۶۰۔ اگر کسی مرد کو سُرعت (جلدی انزال ہونا) ہو تو کیا یہ اِس کی جنسی کمزوری کی علامت ہے؟

ج: اس پر ہم پہلے غور کر چکے ہیں کہ مختلف لوگ مختلف وقت تک جنسی عمل کو جاری رکھ سکتے ہیں۔ کچھ لوگوں میں بہت زیادہ وقت تک رکاوٹ ہوتی اور کچھ نسبتاً کم وقت تک۔ عموماً عضو میں کافی وقت تک تناؤ رہنا چاہیے۔ کچھ مرد اتنے وقت تک تناؤ نہیں رکھ سکتے اور جلد انزال ہو جاتے ہیں۔ اِن کے سامنے عموماً جنسی مسئلہ آ کھڑا ہوتا ہے، اور اِن کی ازدواجی زندگی پریشان اور تکلیف دہ بن جاتی ہے۔

۶۱۔ مرد کے جنسی سرد پن یا جنسی کمزوری کی کیا وجہ ہوتی ہے؟

ج: یہ ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب دینے کیلئے مختلف کیسوں کا علیحدہ علیحدہ مشاہدہ کرنے اور سبب ڈھونڈنے کی ضرورت ہے، کہ مرد کے سرد پن یا

کمزوری کی وجہ جسمانی ہے یا نفسیاتی۔ دوسرے لفظوں میں یہ دیکھنا ہوگا کہ اُس میں پیدائش ہی سے یا جسمانی طور سے خواہش اور جنسی صلاحیت کی کمی ہے یا اِس کے جنسی جذبات سرد پڑے ہوئے ہیں۔ اِس کا سرد پن جنسی ناپختگی، احساس کا نہ ہونا، خوف یا کسی دوسری وجہ سے ہے۔ کچھ کیسوں میں یہ سرد پن نا اہلیت، ہارمونز کی کمی، جنسی اعضاء کی مقامی خرابی یا ایسی دوسری وجوہات ہو سکتیں ہیں جن سے اس کی جنسی صلاحیتوں میں کمی آ جاتی ہے۔ جن لڑکوں کو اپنی زندگی میں جلدی ہی لڑکپن حاصل ہو جاتا ہے اُن کی جنسی خواہش بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ زندگی بھر جنسی سرگرمیوں میں ڈوبے رہتے ہیں۔

کس عمر میں جنس کا علم ہوتا ہے یہ عام طور سے مقوی غذا اور جسمانی بناوٹ پر منحصر ہے۔ یہ ہی عناصر مرد کی جنسی صلاحیت کی تعمیر کرتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر معاملات میں یہ ٹھنڈا پن جذباتی وجوہات سے ہوتا ہے۔ بچپن کی روایات، مختلف قسم کے خوف اور پریشانیاں، جذباتی جدوجہد، منفی رجحانات، متواتر زنا کاری اور مشت زنی وغیرہ اور دوسری نفسیاتی وجوہات میں سے کوئی ایک وجہ بنیادی طور پر مرد کا جنسی نقص یا نا اہلیت کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔ بہت سے سرعت انزال کے معاملات صرف خوف کے باعث ہوتے ہیں۔ روایتوں اور ماحول کے متعلقہ حالات بھی اس معاملے میں اہم ہیں۔ غیر مکمل سماجی زندگی قبول کر لینے کے نتیجہ میں مرد میں جنسی نا اہلیت آ جاتی ہے۔

۶۲۔ کیا جنسی کمزوری کو دور کرنے لئے کچھ کیا جا سکتا ہے؟

ج: ہاں! کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ سب سے پہلے تو جنسی کمزوری کے مریض مرد کو کسی قابل ماہر جنسیات سے اپنا علاج کرانا چاہئے۔ کیوں کے علاج مرض کے رجحان اور اسباب کو مدنظر رکھ کر کیا جائے گا۔ کتاب کے پچھلے ابواب میں اِس کے علاج وغیرہ پر بات کی گئی ہے اور درج شدہ ادویات وغیرہ بلاخوف وتردید استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

۶۳۔ بہت سے مردوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اُن کا عضو چھوٹا ہے، کیا اِس کی کوئی حقیقت ہے اور کیا اِس کا اثر اس کی جنسی صلاحیت پر پڑتا ہے؟

ج: ایسے بہت سے نوجوان ہیں جو اپنے عضو کے سائز کے بارے میں فکرمند رہتے ہیں اور انہیں یہ خوف لگا رہتا ہے کہ وہ اپنی ازدواجی زندگی کو مطمئن نہیں بنا سکے لیکن دراصل ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی مرد کا عضو اتنا چھوٹا ہو کہ وہ مطلوبہ طور پر مباشرت نہ کر سکے۔ اس طرح کے تفکرات کی جڑ بہت زیادہ گہری ہوتی ہے۔ لڑکپن سے ہی ان کے دل میں ایسا خیال بیٹھ جاتا ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ یہ زیادہ تر وہم ہی ہوتا ہے۔

۶۴۔ کیا مشت زنی بہت زیادہ خطرناک ہے؟

ج: مغربی ماہرین کے مطابق اس کے زیادہ نقصانات نہیں ہیں بلکہ زیادہ تر تو اس کے نقصانات ہی سے انکاری ہیں۔ مگر مشرقی معالجین کے نزدیک اس کے کافی جسمانی وجنسی نقصانات ہوتے ہیں اور قدیم مشرقی طب میں بھی اس کا باقاعدہ ذکر ملتا ہے۔ پیچھے اس مسئلہ پر تفصیلی بات کی گئی ہے۔ اس کے

جو منفی اثرات دکھائی دیتے ہیں ان کی اہم وجہ عام طور پر تفکرات، جرم یا خود ساختگی کا جذبہ ہے۔ اس کے نتائج کا خوف جنسی تفکرات کی بہت زیادہ مقبول وجہ ہے جس سے وہ ایک اہم جنسی مسئلہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ عموماً اسے گندہ کام، پاپ اور منفی رجحان سمجھا جاتا ہے تو بھی اس میں کسی طرح کی کوئی کمی دکھائی نہیں دیتی۔ ہاں! اس کے عامل لوگوں میں پچھتاوے اور غلطی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور ممکنہ جسمانی اور ذہنی نتائج کا خوف انہیں گھیر لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے خود آسودگی حاصل کرنے والے زیادہ تر نوجوان لگاتار ایسی ذہنی جدوجہد اور تفکرات میں گر جاتے ہیں جو آخر تک ان کے سماجی اور جنسی مطابقت پر برا اثر ڈالتے ہیں۔

۶۵۔ شادی کے لئے سب سے بہترین عمر کون سی ہے؟

ج: شادی کے لئے سب سے بہترین عمر وہ ہوتی ہے جب مرد و عورت دونوں ہی جذباتی اور سماجی پختگی حاصل کر چکے ہوں۔ ویسے جنسی نقطہ نظر سے مباشرت اور تولید کے سولہ اور اٹھارہ برس کی عمر کے درمیان ہو سکتی ہے۔

لیکن اس کے کافی برس بعد تک بھی جذباتی اور سماجی لحاظ سے وہ اتنے بڑے نہیں ہو پاتے کہ ازدواج کا اور ماں باپ کی صورت میں اپنا فرض پورا کر سکیں۔ اس لئے صرف سالوں کی گنتی کی عمر کو ہی ایک طرح سے شادی کے لئے مناسب وقت تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

کوئی انسان خیالی اور عملی نقطہ نظر سے کتنا پختہ ہے یہ بات خاص طور پر اہم ہے۔ اس کے علاوہ مالی طور پر بھی یہ دیکھنا ضروری ہے کہ شادی کے

بعد وہ اپنی اور اپنی بیوی، گھر کی ضروریات وغیرہ کو پورا کر سکے گا کہ نہیں۔ ان سب باتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میرے خیال میں بیس سے پچیس برس تک کی عمر کے درمیان شادی کے لئے سب سے بہترین ہوتی ہے۔

٦٦۔ کیا مطابقت ازدواجی زندگی پر میاں بیوی کے درمیان ہونے والے عمر کے فرق کا زیادہ اثر پڑتا ہے؟

ج: اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً اسی فیصد مرد ایسی عورتوں سے شادیاں کرتے ہیں جو اِن سے عمر میں کچھ چھوٹی ہوتی ہیں۔ دس فیصد مرد اپنی ہی عمر کی عورتوں سے شادیاں کرتے ہیں، اور دس فیصد مرد ایسے ہوتے ہیں جو اپنے سے بڑی عمر کی عورتوں سے شادیاں کرتے ہیں۔

لیکن ہمارے ہاں آخری درجہ میں آنے والے مردوں کی تعداد بہت کم ہے۔ عموماً اچھی اور کامیاب شادی وہ سمجھی جاتی ہے جس میں عورت مرد سے کچھ چھوٹی ہوتی ہے۔ قدیم رسومات کے مطابق مرد کی شادی کے قابل عمر سولہ اور عورت کی پندرہ برس تسلیم کی گئی ہے۔ آج بھی ہمارے ہاں شادی کی مرد کی عمر اکیس اور عورت کی اٹھارہ برس تسلیم کی گئی ہے لیکن کامیاب شادیوں کی ایسی بھی مثالیں موجود ہیں جن میں میاں بیوی کی عمروں میں کئی برس کا فرق ہوتا ہے۔ مگر جب دونوں کی عمر میں نمایاں فرق ہو تو اچھی طرح سوچ سمجھ کر شادی کرنی چاہیے۔

٦٧۔ یہ بتائیں کہ شادی کے کتنے عرصہ بعد پہلا بچہ ہونا چاہیے؟

ج: اس بارے میں کوئی حتمی قانون نہیں ہے۔ میاں بیوی کی عمر، صحت اور اُن کی

سماجی و مالی حالت اور اُن کا ذاتی رجحان کی بنیاد پر ہی اِس بات کا فیصلہ ہونا چاہئے لیکن ایک عام اُصول کی صورت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُنھیں اِستقرارِ حمل سے پہلے شادی کے بعد کم از کم ایک برس کا انتظار کرنا چاہئے۔ یہ مناسب ہوگا کہ ازدواجی زندگی کے پہلے برس یا کچھ زیادہ وقت تک اِن مسائل سے آزاد رہا جائے جو اِستقرارِ حمل اور بچہ پالنے کے متعلق ہوتے ہیں۔

۶۸۔شادی شدہ لوگوں کو کتنے کتنے عرصے بعد مباشرت کرنی چاہئے؟

ج: یہ ایسا سوال ہے جس کے بارے میں کافی عرصہ سے بحث چل رہی ہے۔ اس کا زیادہ تر انحصار خاوند کی عمر پر ہوتا ہے۔ اِکیس برس سے پچیس برس کی عمر تک کے شادی شدہ مرد ہفتہ میں تین بار سے کچھ زیادہ بھی جنسی تعلق قائم کرتے ہیں، جب کہ اکتیس سے پینتیس برس کی عمر کے مرد ہفتہ میں صرف دو بار سے کچھ ہی زیادہ جنسی تعلق قائم کرتے ہیں۔ اِکتالیس سے پینتالیس برس کی عمر تک کے مردوں میں یہ اوسط کم ہو کر ہفتہ میں ایک ڈیڑھ بار تک رہ جاتی ہے۔ چھپن برس سے زیادہ عمر کے مرد ہفتہ میں ایک بار سے بھی کم مباشرت کرتے ہیں لیکن اِن سب عمروں میں بھی کافی اختلاف دیکھنے میں آئے ہیں۔

اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ کتنی بار مباشرت کی جائے اِس کے بارے میں کوئی فیصلہ کن اصول مقرر نہیں کئے جا سکتے اور نہ ایسا کرنا مناسب ہوگا۔ ذاتی جنسی صلاحیت اور خواہش و حالات کے مطابق ہی شادی شدہ زندگی میں جنسی تعلقات کی مقدار مقرر کی جانی چاہئے۔

شاید سب سے اہم اصول یہ ہے کہ انسان کی قدرتی خواہش اور

صلاحیت کی بنیاد پر ہی جنسی تعلقات کی تعداد مقرر کی جائے۔ مباشرت کے بعد جسمانی ہونے والے ردِعمل اس کی خواہش کا راستہ مقرر کر سکتی ہے۔

اگر مباشرت کے بعد یا اگلے روز زیادہ تھکاوٹ محسوس ہو تو جنسی عمل میں کمی کر دینی چاہئے مگر جب مباشرت کے بعد سکون اور آرام ملے تو سمجھ لینا چاہئے کہ مباشرت ضرورت سے زیادہ نہیں کی جا رہی۔ ایسی حالت میں کتنی مباشرت کرنی چاہئے یہ بات دونوں پر منحصر رہنی چاہئے۔

۶۹۔ مباشرت کے سلسلہ میں عورت کے مرد پر کیا حقوق ہیں؟

ج: عورت کا یہ حق ہے کہ شوہر اُس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا ہی چاہئے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ اِدھر اُدھر تانک جھانک نہ کرے۔ جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اُن کے بستر کا حق ادا نہیں کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہگار ہیں۔ اگر خدانہ کرے شوہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو ادا نہ کر سکے تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اُس کے اِس حق کو معاف کرا لے۔ شریعت میں نامرد شوہر کی بیوی کو باقاعدہ قاضی کے فتویٰ سے تنسیخ نکاح کا حق بھی حاصل ہے۔ تفصیل کے لئے العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

بیوی کے اِس حق کی کتنی اہمیت ہے اِس بارے میں حضرت امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت

خیر و نصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو رعایا کی خبر گیری کے لئے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے کہ اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی، آپ اُسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر بڑے ہی دردناک لہجہ میں پڑھ رہی تھی۔

ترجمہ: یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلاشبہ اس چارپائی کے کنارے جنبش میں ہوتے۔

امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اُس کو یاد کر کے رنج و غم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر اِس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۵)

۷۰۔ کیا کسی خاص موقع پر عورت کی خواہشات خاص طور سے مضبوط ہوتی ہے؟

ج: ہاں! ایسے بہت سے ثبوت ملے ہیں، جن سے علم ہوتا ہے کہ مہینے کے کچھ دنوں میں عورت کی جنسی خواہش زیادہ ہو جاتی ہے۔ کئی ماہرین کا خیال ہے کہ ماہواری کے مہینے میں ایسے موقعے آتے ہیں جب عورت کی جنسی خواہش بڑھتی اور کم ہوتی رہتی ہے۔ مشاہدات کے بعد ماہرین اس نتیجے پر پہنچے ہیں عورتوں کی بہت زیادہ فیصد ایسی ہے کہ جب اُن کی جنسی خواہش میں چڑھاؤ

اور اُتار آتار رہتا ہے۔ بعض عورتوں کے مطابق ماہواری شروع ہونے سے کچھ
دن پہلے یا بعد بڑھنے والی خواہش کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ماہواری کے ہفتہ
میں اُنہیں مباشرت سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ ویسے کئی لوگوں میں مباشرت کا
رجحان مختلف وقت پر بھی ہوتا ہے اور اس بات کا فیصلہ عورت خود کر سکتی ہے۔

۷۱۔ ماہواری کے دنوں میں مباشرت کرنی چاہئے یا نہیں۔ کیا اس وقت
ملاپ کرنے سے کچھ نقصان ہوتا ہے؟

ج: مغربی ماہرین کے مطابق ماہواری کے دنوں میں مباشرت کرنی چاہئے
کہ نہیں اس سوال پر کافی اختلاف ہے۔ ان کے مطابق کچھ وقت پہلے تک
ان دنوں میں مباشرت کرنا پوری طرح نقصان دہ مانا جاتا تھا۔ مگر مشرقی
معالجین و ماہرین کے مطابق ان دنوں میں مباشرت نہیں کرنا چاہئے۔ شاید
یہ پابندی ماہواری کے بہاؤ کے باعث لگائی جاتی ہے تا کہ اس کے جسم سے
نکلنے والا عنصر کسی چیز کے تعلق میں نہ آئے۔ آج کا مغربی سائنسدان یہ مانتا
ہے کہ ماہواری میں کوئی خاص ناپاکی نہیں ہوتی اور یہ ٹھیک ہے کہ کچھ ماہرین
نے عورت کی ماہواری کے خون میں زہریلے عنصر پائے ہیں اور ان کے مطابق
ان سے کوئی چھوت کی بیماری نہیں لگ سکتی۔

لیکن ڈاکٹروں کی اس رائے کے باوجود بہت سے لوگ یہ مانتے
ہیں کہ صحتی نقطہ نظر سے ان دنوں مباشرت کرنا درست نہیں۔

۷۲۔ مرضِ ایڈز کیا ہے اور یہ کیسے پیدا ہوا؟

ج: مغربی سائنسدانوں نے جب مرض پولیو کا علاج دریافت کیا تو اسے

تجرباتی طور پر پہلے سابقہ افریقی استوائی ملک کانگو میں لوگوں کو دیا گیا۔ دوائی کو تیار کرنے میں احتیاط نہ کی گئی لہذا اس سے ایک نیا مرض ایڈز پیدا ہوا۔

سائنسدانوں اور اُن کی بنائی ہوئی کمپنیوں کو کھرب پتی بننے کی اتنی جلدی تھی کہ یہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کی گئی کہ افریقہ میں پولیو ویکسین کی دوائی کھانے والے اگر مر رہے ہیں تو کیوں؟ صرف یہ کہا گیا کہ زیادہ احتیاط سے دوائی کی خرابی کو دور کر دیا گیا ہے۔

پولیو کا ویکسین ایجاد ہو گیا ہے۔ زندہ باد۔ نوبل پرائز دو۔ لیکن پلٹ کر یہ نہ دیکھا گیا کہ پولیو کی بیماری سے بڑی بیماری دنیا کو دے دی گئی ہے۔ بیماری کیا ہے۔ دراصل ایڈز ایک پلیگ کا نام ہے۔ لاعلاج خون کی پلیگ، خونی طاعون ہے۔

جب یہ پلیگ مغربی ممالک میں پہنچی تو پتہ چلا کہ یہ مرض کتنا خطرناک ہے۔ ایک ادبی محقق اپنے ذاتی اخراجات پر افریقہ پہنچا اور تحقیق مکمل کرنے کے بعد ایک دبیز کتاب لکھی۔

س ۷۳۔ وہ تحقیق کیا تھی؟

ج: اُس کی تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

ایک زندہ وائرس کو پولیو کی بیماری کا علاج پایا گیا۔ اس وائرس کی افزائش نسل بندر کے گردے میں کی گئی۔ کیوں کہ بندر انسان سے قریب ترین جانور ہے اور انسانی گردوں کا ملنا بہت مشکل کام تھا۔ افزائش نسل سے پیدا کیے گئے وائرسوں کو کھلا کر پولیو کے ویکسین کا کام لیا گیا۔

بعض بندروں کے گردوں میں ایک ایسا وائرس پایا جاتا ہے کہ جو انسان اور بندر دونوں کے لئے تقریباً بے ضرر ہے۔ سائنسدانوں یہ احساس نہ تھا کہ یہ بے ضرر وائرس پولیو کے وائرس سے مل کر ایک نیا وائرس پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ایسا وائرس جو کہ بے ضرر نہ ہو۔ اور موجودہ ایڈز کا وائرس وہی وائرس ہے۔ یہ وائرس اس بے ضرر بندر وائرس سے مشابہ ہے۔

ہر انسان کے جسم میں خطرناک بیماریوں سے لڑنے کے لئے خون میں کچھ خاص جرثومے پائے جاتے ہیں۔ یہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ سمجھنا اس طرح آسان ہوگا کہ اگر ہم انہیں نر و مادہ کہیں۔

اور نر جب حاوی دشمن کو دیکھتا ہے تو مادہ جو کہ ایک انڈے کی شکل میں ہے۔ فوراً بے شمار بچے دیتی ہے اور اس طرح جب سب ہی یہ کریں تو فوراً ایک بڑی فوج تیار ہو جاتی ہے۔ مادائیں یہ فوج اس وقت نہیں بناتی کہ جب حملہ آور غیر ملکی (جسمی) وائرس تعداد میں بہت کم ہو یا پھر بآسانی قابو میں آجائے۔

ایڈز کا وائرس یہ کرتا ہے کہ جب یہ خون میں داخل ہوتا ہے تو مادہ یعنی انڈے میں نطفے کی طرح داخل ہو جاتا ہے اور پھر مادہ بجائے دشمنانِ ایڈز وائرس، ایڈز وائرس کے بچے پیدا کرنے شروع کر دیتی ہے۔

اگر دفاعی نظام کامیاب رہے تو ایڈز وائرس اتنے نہیں بڑھنے پاتے کہ اچھے جرثوموں کو مکمل شکست ہو جائے۔ ایسی صورت میں ہم کہتے ہیں کہ کوئی HIV+ ہے۔

جب دفاعی نظام ناکام ہو جائے تو خون کی دفاعی فوج ختم ہو جاتی ہے۔تو ایسی صورت میں ہم کہتے ہیں کہ اِس مریض کوایڈز شروع ہوگئی ہے۔

ایسے مریض کہ جسم میں خون کے دفاعی نظام کے نہ ہونے کی وجہ سے معمولی خراش بھی زخم بن جاتی ہے۔زخم میں پیپ پڑ جاتی ہےاور وہ بڑا ہونے لگتا ہے۔

ایک معمولی نزلے یا زکام کا وائرس اگر ایسے آدمی کے جسم میں داخل ہو جائے تو اُسے نمونیہ ہو جاتا ہےاور وہ مر جاتا ہے۔ایڈز کا دوسرا نام موت ہے۔

افریقہ میں بعض ایسے لوگ بھلے چنگے موجود ہیں کہ جن کے دادا یا دادی وغیرہ کے رکن خاندان کوایڈز ہوا تھالیکن یہ تعداد معمولی ہے۔

امریکہ میں ایک ڈاکٹر موجود ہے جوکہ دس پندرہ سال سے +HIV ہے لیکن ٹھیک ٹھاک ہے بلکہ کہتا ہے کہ گلاس بھر کر مجھے تم اورایڈز کے وائرس پلا دو۔ مجھے کچھ نہیں ہوتا۔ایسے مقدمات لاکھوں میں ایک ہیں ورنہ ہر +HIV ہمیشہ آگے چل کرایڈز میں مبتلا ہوکر ہی رہتا ہے۔

صرف امریکہ میں دو لاکھ اموات ایڈز سے ہو چکی ہے۔اگر تیس چالیس سال پہلے کے افریقہ سے گنا جائے تو دُنیا میں کروڑوں اموات ہو چکی ہیں۔امریکہ میں کہا جاتا ہے کہ ہر بیس بالغ مرد عورت میں سے ایک +HIV ہے۔

بھارت میں ایڈز پاکستان سے زیادہ ہے۔پاکستان میں اقوام متحدہ +HIV کوئی ایک تا دو لاکھ افراد سمجھتی ہے۔

ایڈز وائرس جسم کے دفاعی سفید جرثوموں کو کھاتا ہے کیا یہی وہ سرخ طاعون تو نہیں جس کے بارے میں پیش گوئیاں کی گئی ہیں؟

☆ تمام وائرس بے رنگ، بے بو، بے ذائقہ ہیں۔ نظر نہیں آتے۔ حواسِ خمسہ سے نہیں پہچانے جاتے۔ وائرس اُڑ نہیں سکتا۔ منہ یا تھوک میں پایا جاسکتا ہے۔ پیشاب یا پاخانے، منی یا مذی میں ہوتا ہے۔

☆ میاں سے بیوی کو اور بیوی سے میاں کو جنسی وجوہات کی وجہ سے لگ سکتا ہے۔ مرد کے مرد سے جنسی فعل میں بھی لگ سکتا ہے۔ ایڈز کے مریض سے ہاتھ ملایا جاسکتا ہے۔

☆ اگر ایڈز کے مریض کو انجکشن لگانے کے بعد نرس کو سُوئی چبھ جائے تو ایڈز ہوسکتی ہے۔

☆ اگر مریض کے تھوک کے کسی جسم پر گر جانے کے بعد اِس جگہ کو سختی سے کھجایا جائے تو وائرس جسم میں داخل ہوسکتا ہے۔

دُنیا کے کسی ملک میں ایڈز سے مرنے والوں کی تعداد میں کمی نہیں ہو رہی ماسوائے ایک ملک کے۔ ہم بتاتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہوا۔

☆ غیر ممالک سے واپس آنے والے ہر شہری کے خون کو ٹیسٹ کرنا شروع کردیا۔

☆ جس کسی کو HIV+ مثبت پایا گیا اُسے ایڈز کے سینی ٹوریم میں بھیج دیا گیا۔

☆ خاوندوں سے بیویاں اور بچے کہ جنہیں مرض نہ لگا تھا۔ بیویوں

سے خاوندوں اور بچے کہ جنہیں مرض نہ لگا تھا علیحدہ کر دیا گیا۔ جس پورے خاندان کو مرض لگ چکا تھا، پورے خاندان کو سینی ٹوریم میں علیحدہ مکان فراہم کر دیا گیا۔

☆ تمام سینی ٹوریم میں ادویات کا خرچ اور مریضوں کو خوش رکھنے کا خرچ حکومت نے برداشت کیا کیونکہ اگر مریض خوش وخرم رہے تو اتنی جلدی نہیں مرتا۔

☆ غذائی معاملے میں کوئی کمی نہیں کی گئی۔ ہر شخص کو مہنگی ترین غذا کھانے اور مہنگی ترین غذا کے کم قیمت پر فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت نے لی۔

☆ سینی ٹوریم میں موجود مرد وزن کی آپس میں شادیاں کرنے کی حکومت نے خود ذمہ داری لی۔

یعنی حکومت نے مرنے والوں کو مرنے سے پہلے دُنیا میں ایک قسم کی جنت فراہم کر دی۔ کیا آپ اُس حکومت کا نام جاننا چاہیں گے؟ یہ ملک کوئی ترقی یافتہ یورپی ملک نہ تھا۔ امریکہ، روس یا جاپان نہ تھا۔ یہ ملک کیوبا تھا۔

اقوامِ متحدہ کا عالمی ادارۂ صحت (WHO) اس بات پر حیران تھا کہ کیوبا میں کیوں اور کیسے ایڈز کم ہو رہی ہے؟ جبکہ ساری دُنیا میں پھیل رہی ہے۔ اِس سلسلے میں ایک ٹیم بھیجی گئی کہ تحقیقات کریں اور اس تحقیقات کی وجہ سے ہمیں یہ سب باتیں معلوم ہو سکی ہیں۔ اس ملک میں عام آدمی اتنی اچھی زندگی نہیں گزار رہا جتنی کہ ایڈز کا مریض۔

اقوامِ متحدہ کو جب پتہ چلا کہ حکومت کیوبا مریضوں کی مرضی پوچھے بغیر انہیں سینی ٹوریئم میں بھیج دیتی ہے۔ تو بڑا واویلا مچا۔ کہا گیا کہ مریضوں کے حقوقِ خود اختیاری کو سلب کیا گیا ہے۔ اور ہم اقوامِ متحدہ کی دی گئی ساری امداد کو اب ختم کر دیں گے۔ حکومتِ کیوبا دُنیا کہ تعلیم یافتہ ترین شہریوں کی حکمران ہے۔

فوراً حکومت نے فیصلہ کیا کہ نفسیاتی ماہرین کے محکمے کو کہا جائے کہ وہ دیکھیں کہ ۱۴ سینی ٹوریئم میں موجود کتنے لوگوں کا دماغی توازن اور حُب ملّت اتنی ہے کہ وہ اگر چھوڑ دیئے جائیں تو وہ ایڈز کو مزید پھیلنے سے روکنے میں مددگار ثابت ہوں گے؟

سروے کے بعد فوراً سینکڑوں کو چھوڑ دیا گیا اور باقی کو مسلسل زیرِ تجزیہ قرار دیا گیا ہے۔ جن لوگوں کو چھوڑا گیا۔ اُن کے محلے والوں سے کہا گیا کہ اِن خواتین وحضرات پر نظر رکھیں کہ وہ ناجائز تعلق یا کسی اور طریقے سے مرض کو عوام میں نہ پھیلائیں۔

جب کسی کے متعلق محلے والوں نے رپوٹ دی تو اُنہیں واپس سینی ٹوریئم بھیج دیا گیا۔

اقوامِ متحدہ کے قوانین کی رُو سے خواہ مخواہ کسی کو نظر بند کرنا، جیسا کہ ہمارے پاکستان میں کیا جانا عام بات ہے۔ غلط بات ہے۔ لیکن اس کا اطلاق کمیونسٹ ملکوں پر زیادہ اور امریکی چمچہ حکومت پر کم کیا جاتا ہے۔

قوانین کی رُو سے غیر متوازن دماغ یا نفسیات (یعنی پاگل) کو جیل

میں یا حفاظتی حراست میں رکھا جا سکتا ہے۔ کیوبا میں جو اقدامات کئے کہ مریضوں کو غیر متوازن دماغ قرار دے کر سینی ٹوریئم میں رکھا۔ جبکہ سوال ایک پلیگ (طاعون) اور قومی صحت کا تھا۔

اس مسئلے نے اقوامِ متحدہ کے اپنے افسران میں تفریق ڈال دی۔ کیوبا کے خلاف مقدمہ خارج کر دیا گیا بلکہ اب خود امریکی کہہ رہے ہیں کہ سارے امریکی ایڈز والوں کو جیلوں میں بند کر دیا جائے۔

کیوبا میں دراصل یہ مرض سب سے زیادہ ہونا چاہئے کیونکہ امریکی سیاست کے استوائی مغربی افریقہ میں شکست کھا جانے کے بعد آدھے درجن سے زیادہ افریقی ممالک میں کیوبا کی فوج موجود تھی۔ مشرقی جرمنی اور روس کے فوجی ماہرین کی تعداد اُن کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھی یہ اُس ملک کی بات ہو رہی ہے کہ جس کی آبادی ابھی تک صرف کراچی کے برابر ہے اور امریکی ساحل صرف ۹۰ میل دور ہے۔ انہوں نے تمام یورپی طاقتوں کو استوائی افریقہ خالی کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستانی عوام کیا چاہتے ہیں؟

ہم نے بتا دیا کہ کس طرح بساطِ سیاست میں عقل و حکمت سُپر پاورز سے زیادہ عظمت رکھتی ہے۔ WHO کا کہنا ہے کہ پاکستان میں HIV+ دو لاکھ ہیں۔ کیا ہم چاہتے ہیں کہ یہ مرض پوری قوم کو گھیر لے؟

عوام کو چاہئے کہ اس سلسلے میں عملی اقدامات کریں اور اِس مرض کو پاکستان میں پھیلنے سے روکنے کی تدابیر کی حکومت کو رائے دیں۔

نوٹ: جب ایڈز ایک عالمی مسئلہ بنا ۱۹۸۱ء میں۔ ۱۴ ہزار HIV+ تھے۔ اب وہاں دس ہزار سے کم ہیں جبکہ اِس کے برابر امریکی آبادی میں تعداد دو لاکھ سے زیادہ ہے۔ ۸۱ء میں یہ تعداد کیوبا سے کم تھی۔ اِس کے علاوہ امریکی انتظامیہ کی زیرِ نگرانی میں مریض جلد مر رہے ہیں۔ جب کہ کیوبا میں یہ مریض اچھی غذا اور سلوک کی وجہ سے زیادہ زندہ رہے ہیں۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ کیوبائی حکومت اپنی عوام سے زیادہ محبت کرتی ہے بہ نسبت کہ امریکی حکومت۔

یہاں تک سوالات کا سلسلہ پہنچا تھا کہ ایک نوجوان نے مشت زنی محرکات اور اس کی وجوہات کے سلسلے میں چند سوالات کیے۔ حالانکہ پچھلے صفحات میں اِس پر کافی بات ہو چکی ہے مگر پھر بھی چند مزید باتیں درج کر دی گئی ہیں۔ جو یقیناً کافی مفید ثابت ہوں گی۔

۴۷: نوجوانوں میں جلق کی ابتدا کیسے شروع ہوتی ہے اور اِس کے نقصانات جسمانی اور نفسیاتی طور پر کیسے ہوتے ہیں؟

ج: نوجوانوں میں جلق کی ابتدا سنِ بلوغ سے بہت پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اکثر نوجوان بلوغت کو پہنچتے ہی نہیں جب تک وہ جلق میں مبتلا نہیں رہ لیتے۔ بعض نوجوان دس دس سال تک جلق کی عادت کے شکار رہتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ میرا یہ کہنا بہت سے لوگوں کو چونکا دے۔ مگر چونکنے والی کوئی بات نہیں۔ ہر شخص اپنے سنِ بلوغ سے پہلے اور اس کے ذرا بعد کے ماضی کی داستانیں یاد کر سکتا ہے۔ اس میں ذرا سی اصلاح اور ترمیم آپ کو

مکمل حقائق کا عکس دے سکتی ہے۔

میں جلق کی بات کر رہا ہوں۔ یہ اپنے عضو کی بے پناہ کشش ہی تو ہے جو نوجوان کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ اس سے کھیلے۔ مگر یہ کھیل جلد اُسے چند لذیز احساسات دیتا ہے اور اِنہی لذیز احساسات کی بھوک مزید اور پھر مزید کھیلنے پر اُکساتی ہے۔ حتیٰ کہ پورا غدودی و اعصابی نظام بھی بھڑک اُٹھتا ہے۔ ناتجربہ کار نوجوان لذیز احساسات کے سراب کے پیچھے بھاگتا ہے۔ اور پھر نوجوانی کا جذبہء تجسس و مہم جوئی بھی تو ہے۔ حتیٰ کہ تحریکِ لمس پورے شباب پر جا پہنچتی ہے اور پھر ایک نہایت گہری، میٹھی، تیز اور کیف آور چبھن سی محسوس ہوتی ہے۔

یہ وہ وقت ہوتا ہے جب منی کی تھیلیاں اپنے پٹھوں کو سکیڑ کر بھینچتی ہیں، گاڑھی منی کی تیز دھار ایک دم منی کی دونوں تھیلیوں سے اُبل کر عضو تناسل کے سراخ میں داخل ہوتی ہے۔ یہ عین اُس وقت ہوتا ہے جب احساساتِ لذیذ کا تواتر ایک خاص نقطہ عروج پر جا پہنچتا ہے۔ منی تھیلیوں کے سکڑنے اور کھلنے کے ساتھ ساتھ متواتر جھٹکے کھا کر عضو کے راستے میں داخل ہوتی ہے۔ سوراخ کی گیلی اور چکنی دیواریں چکنی منی کو تیزی سے بہا کر عضو کی جڑ کے مقام تک لے آتی ہیں۔

اب نیچر (قدرت) ایک مشاقانہ داؤ کھیلتی ہے۔ اِس طرح منی کے وہ قطرے جو منی کی تھیلیوں سے جھٹکا کھا کر نکلتے ہیں اور رفتار پکڑ لیتے ہیں۔ اسی رفتار کی حالت میں وہ عضو کی جڑ سے ذرا آگے بڑھتے ہیں۔ تو تنا

ہوا عضو بندوق کی اس گولی کو اپنی لمبی نال میں سنبھال لیتا ہے۔ گویا منی کی تھیلیوں کے فائر کے بعد منی بندوق کی لمبی نال میں سفر کرتی ہے۔ یہاں پر عضو ایک تیز جھٹکا نیچے سے اُوپر کی طرف کھاتا ہے۔ یہ اس کی طبعی قوت ہے۔ جو تیز رفتار منی کو اور بھی تیز رفتار کر کے اُچھال کر باہر پھینک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عضو جتنا زیادہ سختی سے تنا ہوگا، اور جتنا وہ تیزی سے جھٹکا کھائے گا۔ منی اتنی ہی تیزی اور زیادہ قوت سے اُچھل کر گرے گی۔

ایسے مرد بھی ہیں جن کی منی انزال کے ساتھ چار سے پانچ فٹ کے فاصلے پر بھی گرتی ہے، مگر اتنی طاقت سے منی گرانے والے مرد سو میں سے ایک یا دو ہی ہو سکتے ہیں۔

بہر حال منی زور سے گرے یا قطرہ قطرہ ہو کر ٹپکے، ایک نوجوان کے لئے یہ دلچسپ، شیریں، اور لذیذ منظر ہوتا ہے۔ جلق اسی خود پسندی مگر کوتاہ اندیشی کا نتیجہ ہے۔ نوجوان یہ نہیں سوچتا کہ منی کے یہی قطرات پیدا کرنے کے لئے اس کے غدودی نظام کو دوبارہ کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔ یہ تو منظر کی اس لذیز کیفیت اور دلکشی شیرنی میں کھویا ہوتا ہے، جب اس کے تنے ہوئے گرم، نرم اور خون سے تمتمائے ہوئے باشوکت عضو کے دھانے سے منی ایک فوارے کی طرح اُبل رہی ہوتی ہے۔

اس کی نگاہیں اس عجیب وغریب عضو کی پیچیدہ حرکات میں گم ہوتی ہیں اور ذہن ان حرکات سے وابستہ انتہائی مزیدار اور مدہوش کن لذتوں میں ڈوبا ہوتا ہے۔ گویا کسی نے خمار و سُرور کے سمندر میں ڈبو دیا ہو۔ نوجوان کی

ذہنی آنکھ اس وقت کھلتی ہے جب وہ لذت ایک دم غائب ہو جاتی ہے۔ منی کی تھیلیاں وقتی طور پر خالی ہو جاتی ہیں۔ وہ تمتماہٹ، وہ جوش وخروش، وہ تندی اور اُبال ایک دم ختم ہو جاتا ہے۔ تنا اور گسا ہوا اعصابی نظام ایک دم ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ یہی موقع ہوتا ہے کہ بعض لوگ تھکان، پژمردگی، نیند اور نقاہت محسوس کرتے ہیں، وجہ واضح ہے یعنی جلد بازی، نفسیاتی نظام کی بھوک پوری نہیں ہوئی۔ اعصابی نظام کی کارکردگی پورے شباب پر نہیں پہنچتی، کہ غدودی نظام اپنی کارکردگی کو پھر بحال کرے۔

اگر چہ فطرتِ کاملہ کا نظام ہی کچھ ایسا ہے کہ جوں ہی انزال ہوا، خالی شدہ تھیلیوں میں ایک خلائی کیفیت پیدا ہوگئی۔ یہ خلائی کیفیت خون کے دوران کو منفی کشش کے ماتحت اپنی طرف متوجہ کرتی ہے یا کھینچتی ہے۔ اس طرح خصیوں کی نالیوں سے فاضل منی بہہ کر منی کی تھیلیوں کی طرف روانہ ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ تھیلیوں کا منفی دباؤ بھی اس منی کو خصیوں کی نالیوں اور اِن کے نچلے حصہ سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس منی کے اوپر بہہ جانے سے خصیوں کے متذکرہ حصوں میں منفی دباؤ پیدا ہوتا ہے اور یہ منفی دباؤ متعلقہ خون کی نالیوں سے زائد خون کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

کثرت ملاپ میں جب کہ انزال منی بھی کثرت سے ہو رہا ہے، عام طور پر ایسا مرد قدرے پیلا نظر آتا ہے۔ اس کا چہرہ کھردرا اور بے رونق ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ محض یہی ہے کہ خون کا دورانیہ بیشتر خصیوں اور اعضائے تناسل کی طرف رہتا ہے۔ جس سے خون کی مجموعی طاقت بٹ

جاتی ہے۔ اور اگر جسم میں خون کی فالتو پیدائش کافی نہ ہو تو بیشتر غیر ضروری اعضاء مثلاً کھال، پٹھے وغیرہ متاثر ہوتے ہیں اور اکثر اوقات اعضائے رئیسہ پر بھی اس قوت کے بٹ جانے کا اثر پڑتا ہے۔ اور سانس پھولنا، دل دھڑکنا، سر چکرانا، یاداشت وحافظہ کی کمی، ذہنی پریشانی وغیرہ تکالیف درپیش آتی ہے۔

لیکن اگر جسم میں خون بکثرت پیدا ہو رہا ہے اور منی کی مقدار بھی کافی ہے تو نوجوان کوئی خاص تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ اکثر ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر نوجوان کو خون کی کمی ہو تو دل کی دھڑکن کا زیادہ ہونا اور عضو کا ٹیڑھا پن جیسی تکلیف بھی درپیش آ گئی ہیں۔

سکول میں بلوغت کے آثار بارہ تیرہ برس کی عمر سے شروع ہوتے ہیں اور سولہ سترہ برس تک مکمل ہو جاتے ہیں۔ یہ تین چار برس ہر نوجوان طالب علم کی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بارہ برس کا طالب علم جو چھٹی جماعت میں پڑھتا ہے، ہو سکتا ہے اس کو خراب کرنے والا اس کا چودہ پندرہ یا سولہ برس کا ہم جماعت ہو اور یا سینئر کلاس کا کوئی طالب علم ہو۔ کہیں بھی میسر شدہ تنہائی یا بے تکلفی سینئر طالب علم کو چھیڑ چھاڑ پر آمادہ کر سکتی ہے۔ جونیئر طالب علم تو عام حالات میں پہلے ہی نیچر کے نظام سے متحیر، مرعوب اور مبہم جو ہوتا ہے۔ سینئر طلبا اس موقع پر اپنے قدرتی حالات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جونیئر طالب علم حیرت سے دیکھتا ہے کہ اس کا وہ ساتھی جو دو تین برس پہلے محض اسی کی طرح معصوم اور بے ضرر تھا اب ایک بہت

بڑے انقلاب کا مالک بن چکا ہے یا بن رہا ہے۔ اس کی گردن لمبی ہو چکی ہے، آواز گھمبیر اور رُعب دار ہوگئی ہے، ہڈیاں سڈول اور کلائیاں مضبوط ہو گئی ہیں۔ وہ بلوغت کے آثار جو اس نابالغ بچے میں نہیں وہ ایک عجوبہ نظر آتے ہیں۔ ویسا بننے اور اُن نئی تبدیلیوں کو اپنانے کے لئے اس کا دل مچلنے لگتا ہے۔ وہ اپنے آثارِ بلوغت والے دوستوں کی بالوں سے لدی پنڈلیاں اور سینے پر بالوں کی افزائش کو حیرت اور حسرت سے دیکھتا ہے۔ سکول میں سینئر طالب علم جونیئر طالب علم کے اس جذبہء تجسس کو اور بھی اُبھار دیتے ہیں جب وہ اپنے چمکدار سیاہ زیرِ ناف بالوں کی نمائش کے ساتھ ساتھ ایک شاندار اور بالیدہ عضو کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جونیئر طالب علم حیرت و توصیف ملے جلے جذبات کے ساتھ اس ساتھی کے عضو کو دیکھتا ہے۔ اس ضمن میں اگر حقائق کے اعترافات قلمبند کئے جائیں تو دلچسپ مواد اکٹھا ہو سکتا ہے۔

ہم جنسیانہ اختلاط کے محرکات میں مندرجہ ذیل واقعات کچھ نشان دہی کر سکتے ہیں۔

(۱) تالاب میں نہاتے ہوئے ایک طالب علم نے دوسرے طالب علم کے بالیدہ عضو کو دیکھا اور اس میں کشش محسوس کی۔ یہ کشش آئندہ دنوں میں اُسے ہاتھ میں پکڑنے کی تحریک کا باعث بنی، اور کچھ عرصہ بعد باقاعدہ جنسی تعلقات پیدا ہو گئے۔

(۲) ایک ہی جگہ سوتے ہوئے طلباء نے ایک دوسرے کے اعضاء کو چھیڑا اور اس تحریک کے نتیجہ میں اُنہوں نے غیر فطری جنسی راہ اختیار کر لی۔

(۳) چست وتنگ لباس میں طلباء ایک دوسرے کے اعضاء کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ مرعوبیت کے ناپختہ اذہان پر وہی کیفیت ہوتی ہے۔

اسی طرح سینئر طالب علم میں یہ احساس برتری کہ وہ اپنے ساتھی سے زیادہ بالیدہ اور بالغ اور انزالِ منی والا عضو رکھتا ہے، خواہ مخواہ نمائش اور غلط استعمال کی ترغیب بن جاتا ہے۔

۷۵۔ عورت کا بانجھ پن کیا ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

ج: پہلے تو یہ بات یاد رکھ لیں کہ حمل عورت کے لئے زحمت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ حمل کیوں کہ ایک طبعی حالت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے نتیجہ میں عورت کی صحت خاطر خواہ طور پر ترقی کرے، کیونکہ قدرت کا کوئی طبعی عارضہ ایسا نہیں جو انسان کو ضمناً فائدہ نہ پہنچاتا ہو۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حمل کی حالت میں عورت کی صحت نمایاں طور پر ترقی کرتی ہے اور اس کے حُسن وتوانائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور میرے نزدیک حمل ہی قدرت کا وہ ٹیکہ ہے جو عورت کی پوشیدہ طاقتوں کو نشو ونما دیتا ہے اور اندرونی حُسن کو نمایاں کرتا ہے۔

آج مغرب اور مغرب زدہ مشرق میں حمل کو ایک لعنت خیال کر کے اس سے فرار اختیار کرنا فیشن میں داخل ہو گیا ہے۔ گویا حمل ایک ایسا ٹیکس ہے جو عورت برضا ورغبت ادا کرنا نہیں چاہتی۔ قدرتی حوادث نسل کو تباہ کرنے کے لئے پہلے ہی موجود ہیں۔ اگر ان میں عورت کا جابرانہ ہاتھ بھی شامل ہو جائے تو پھر نسل انسانی کی خیر نہیں۔ شرح پیدائش اور اموات کا کوئی

تناسب نہیں۔ پھر پیدائش موجودہ دور میں عموماً ایک بچہ چار یا پانچ سال کے بعد اور نو ماہ کی طویل مدت میں ہوتی ہے۔ مگر موت نو منٹوں کے قلیل مدت میں واقع ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ قدرتی حوادث، زلزلہ، طوفان، سیلاب، آتش زدگی، قحط اور وباؤں کی دار و گیر سے تو ایک منٹ میں ہزاروں جانیں موت کے گھاٹ اُتر سکتی ہیں۔ مگر شرح پیدائش اس سُرعت سے کبھی نہیں ہوتی۔ غرض عورتوں کو سمجھنا چاہئے کہ حمل تفریح نہیں بلکہ ایک مقدس فرض ہے، زحمت نہیں بلکہ عین رحمت ہے، بیماری نہیں بلکہ صحت و تندرستی ہے، آلام نہیں بلکہ انعام اور فضل ہے۔

قدرت نے اس طبعی فرض کو بخوبی سر انجام دینے کے لئے ایسے ایسے سامان فراہم کیے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ چنانچہ حمل کے دنوں میں عورت کے جسم پر چربی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جو نہ صرف حُسن کو دوبالا کرتی ہے بلکہ اس کو سردی و گرمی سے بچا کر غذا کا کام بھی دیتی ہے۔

وضع حمل کے وقت سب سے زیادہ خطرہ جریان خون کا ہو سکتا ہے۔ جو آنول کی پیدائش کا لازمہ ہے۔ لیکن حاملہ کے خون میں ایسے ذرّات کا کثرت سے اضافہ ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے خون جلد گاڑھا ہو کر جریانِ خون کو روک دیتا ہے۔ مثلاً اقراضِ خون اور فائیبرین کی زیادتی۔

دوسرا خطرہ جو زچہ کو وضع حمل کے بعد ہو سکتا ہے وہ پُرسوت کا خطرہ ہے۔ (یہ چھوت دار بخار بچہ پیدا ہونے کے عموماً تین روز بعد عام طور پر ہو جاتا ہے) جو ہزاروں عورتوں کو ہر سال موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔ اس

کا بھی قدرت نے یہ حکیمانہ انتظام کیا ہے کہ حمل کی حالت میں خون کے سفید دانے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ جو اس موذی مرض کا اس خوبی اور چستی سے مقابلہ کرتے ہیں کہ بخار کا خطرہ عام حالت میں بہت کم ہوتا ہے۔ جہاں یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے اس کا باعث اپنی غفلت، غلاظت اور قوانینِ صحت کی خلاف ورزی ہوا کرتی ہے۔

اب آتے ہیں سوال کی طرف یعنی بانجھ پن۔ اس مرض میں عورت کو حمل نہیں ٹھہرتا اور اولاد نہیں ہوا کرتی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خلقی یا پیدائشی (۲) غیر خلقی یا مرضی۔

۱۔ خلقی نقائص: زنانہ اعضاء مخصوصہ رحم، اور خصیۃ الرحم کے پیدائشی نقائص مثلاً رحم (بچہ دانی) کا نہ ہونا، یا چھوٹا ہونا، فمِ رحم یا گردن رحم کا مسدود ہونا، خصیۃ الرحم کا ناقص ہونا، پردہ بکارت کا سوراخ بند ہونا، اندامِ نہانی کا مسدود یا تنگ ہونا، مہبل (ویجائنا) کی رسولیاں وغیرہ۔

۲۔ غیر خلقی نقائص: امراضِ رحم، سیلانِ رحم، میلان، انقلابِ رحم، سرطانِ رحم، رحم کی سوزش، رحم کے زخم، رحم کی بواسیر، استسقاءِ رحم، قاذف نالیوں اور خصیۃ الرحم کے امراض، کمی خون، موٹاپا، عام کمزوری، کثرت ملاپ، بڑھاپہ، نشہ آور چیزیں مثلاً کوکین، افیون وغیرہ کا استعمال، بندشِ حیض، اور کبھی اندامِ نہانی کی رطوبت معمول سے زیادہ ترش یا کھاری ہو تو ویرج کے کیڑے اس میں زندہ نہیں رہ سکتے، اور مرضِ آتشک، سوزاک وغیرہ خاص طور پر اس مرض کا سبب ہوا کرتے ہیں۔

۷۶۔ٹیسٹ ٹیوب بے بی کیا ہے؟

ج: نئی روشنی کے اس زمانہ میں کئی تجربات کیئے جار ہے ہیں۔ چنانچہ بغیر ملاپ کے بچہ دانی میں تندرست مرد کا ویرج بذریعہ پچکاری داخل کر کے حمل ٹھہرانے کے اس عمل کو ہی بغیر ملاپ حمل ٹھہرانا (آرٹیفیشل انسی میشن) کہتے ہیں۔امریکہ میں چالیس ہزار سے زائد بچے اس وقت ایسے ہیں جو ایسے غیر قدرتی عمل سے پیدا ہوئے ہیں۔

ڈنمارک میں ایک ممتاز ڈاکٹر کیونہل کے مطابق کچھ عرصہ قبل ایک نوجوان جوڑا اُسکے پاس آیا۔ڈاکٹر مذکورہ نے دونوں کے طبی معائنہ کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ خاوند اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔اور اگر انہیں اولاد کی خواہش ہے تو انہیں ٹیسٹ ٹیوب بے بی حاصل کر لینا چاہئے۔اس جوڑے کو اولاد کی اتنی خواہش تھی کہ اُنہوں نے مذکورہ ڈاکٹر کا مشورہ قبول کر لیا۔ابتدا میں یہ جوڑا بہت ہشاش بشاش تھا۔لیکن بچہ ابھی پیٹ میں تھا کہ خاوند کے دل میں انتہائی نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا۔بچہ اُس کے ''والد'' کی نظروں میں اپنی کمزوری کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔وہ یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اُس کی بیوی کسی اور کا بچہ اُٹھائے اُٹھائے پھرے۔حالانکہ اُن کو یہ بھی علم نہیں تھا کہ اس بچے کا حقیقی والد کون ہے۔اس پر بیوی نے ڈاکٹر سے درخواست کی کہ وہ اس بچے کی پیدائش کو روک دیں۔لیکن ڈاکٹر نے انکار کر دیا اور جب بچہ پیدا ہوا تو شوہر بیوی کے درمیان اختلاف کی اتنی وسیع خلیج حائل ہو چکی تھی کہ بالآخر اس کا انجام طلاق پر ہوا۔

بہر حال نتیجہ کچھ بھی ہو بلا ملاپ حمل ٹھہرانے کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ ظاہر ہے اس غیر قدرتی طریقہ کا سہارا انسان تب ہی لے سکتا ہے جب حالات مجبور کر دیں۔ نیز یہ طریقہ انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ جانوروں میں بھی اس عمل کا رواج عرصہ سے چلا آ رہا ہے۔ اس طریقہ سے ہزاروں بھینیں، بکریاں، گائے، بھیڑیں وغیرہ بہت کم وقت میں ایک ہی پچکاری سے حاملہ بنائی جا سکتی ہیں۔۔ اس طریقہ کا رواج تقریباً ہر ملک میں ہوتا ہے۔ شمالی امریکہ، سویزرلینڈ، آسٹریلیا، ہندوستان، اور پاکستان وغیرہ میں بھی کافی رواج ہے۔ میری رائے میں جانوروں میں تو یہ طریقہ مقبول ہو سکتا ہے لیکن انسانوں میں اس غیر قدرتی طریقہ میں ہمارے مشرق میں بہت کم لوگ ہوں گے، جو اس طریقہ کو اپنائیں۔ جب مغربی ممالک میں جہاں اس قدر آزادی ہے اس طریقہ سے طلاق تک نوبت آ سکتی ہے۔ تو کیا مشرق میں اس طریقہ کو مقبولیت حاصل ہو گی؟ ایسا تو مجھے دکھائی نہیں دیتا۔

۷۳۔ ہسٹریا کے مرض کے بارے میں بتائیں کہ یہ کیا ہے اور کیا یہ عورتوں کا ہی مخصوص مرض ہے؟

ج: یہ مرض عام طور پر عورتوں کو ہوتا ہے۔ خیال تھا کہ یہ بچہ دانی اور اعضائے تناسل وغیرہ کی خرابی سے ہوتا ہے۔ لیکن اس کی بعض مخصوص علامات مردوں میں بھی دیکھی گئی ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عورتوں یا رحم کا خاص مرض نہیں ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق ہسٹریا دراصل نفسیاتی (ذہنی) مرض ہے۔ جو اکثر عورتوں کو ہوتا ہے۔ جاہل اور کم علم لوگ اس مرض کو آسیب خیال

کرتے ہیں۔

یہ ایک عصبی مرض ہے جو نظام عصبی کے افعال کے فتور سے واقع ہوتا ہے۔اس کے جسمانی وروحانی افعال میں کم وبیش فرق آجاتا ہے۔

وجوہات:

عموماًاس مرض کی استعداد رکھنے والی جوان، نازک مزاج شہری عورتیں ہوتی ہیں، جن کا عصبی نظام کمزور ہوتا ہے۔اصل اسباب ابھی راز میں ہیں۔خیال کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل اسباب کسی نہ کسی طرح ضرور اثر پذیر ہوتے ہیں، جنسی خواہش کی تشنگی (یعنی عورت کے جنسی جذبات کا پورا نہ ہونا اور مرد سے عورت کا مطمئن نہ ہونا، شادی کے بعد گھریلو ناچاقی وغیرہ سے عورت کا مرد سے علیحدہ رہنا وغیرہ) ایام کی خرابی، عیش کی زندگی، غم و غصہ، خوف، مایوسی وغیرہ، نفسانی جذبات کی شدت، دماغی وجسمانی محنت، عورتوں کا زیادہ عمر تک کنوارہ رہنا، دائمی قبض، نفخ شکم، جلق (مشت زنی)، عشقیہ اور جذباتی ناولوں کا پڑھنا اور جنسی اشتعال دلانے والی فلمیں دیکھنا، ذکاوت حس، عصبی اشتعال وغیرہ اس کی مخصوص علامات ہیں۔

مرض کی شدت وکمی کے لحاظ سے اس کی علامتیں مختلف ہوتی ہیں، عام طور پر مریضہ کو محسوس ہوتا ہے کہ پیڑو سے ایک گولہ سا اوپر چڑھ رہا ہے۔جو حلق میں جا کر اٹک جاتا ہے۔جس سے اس کا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور وہ بظاہر بے ہوش ہو جاتی ہے۔معمولی حالت میں غشی برائے نام ہوتی ہے۔اور مریضہ جلد ہوش میں آجاتی ہے۔لیکن وہ غیر معمولی طور پر

تھکن، دردسر وغیرہ عوارض اور مایوسی کا شکار ہو جاتی ہے۔ مرض کی زیادتی میں مریضہ زور زور سے ہنسنے یا رونے لگ جاتی ہے۔ اور پھر بے ہوش ہو جاتی ہے۔ اس کا چہرہ سرخ، سانس تیز، ہاتھ پاؤں سرد اور تشنج ہوتا ہے۔ بعض اوقات مریضہ اپنے سر کے بال نوچتی ہے، بدن کے کپڑے پھاڑتی ہے اور دیوار سے اپنا سر ٹکراتی ہے اور آس پاس کے آدمیوں کو کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے۔ اور بار بار گلے کی طرف انگلی لے جاتی ہے گویا گلے میں کسی شئے کے اٹکنے کا اشارہ کرتی ہے۔ جب مرض کا زور کم ہو جاتا ہے تو مریضہ ہانپنے کانپنے لگتی ہے اور کچھ دیر بعد علامات ہلکی ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات مریضہ کو ہچکی ہو جاتی ہے۔ اس مرض میں نفسیاتی اور روحانی علاج نہایت کارگر ہوتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق اگر مریضہ شادی شدہ ہے تو ملاپ اُس کے لئے بہترین علاج ہے اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کی شادی کر دی جائے۔ بندشِ ایام اس کا سبب ہو تو اس کا علاج کریں۔

۴۷۔ جنسی زندگی کی حفاظت اور اس کو دیرپا رکھنے کے لئے نوجوانوں کے لئے کن ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے؟

ج: (۱) ایام بلوغت میں نوجوانوں کا سب سے ضروری فرض اپنی قیمتی منی کی حفاظت کرنا ہے۔ اس کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ جسم میں منی جو اب ایک الگ حیثیت اختیار چکی ہے استور ہونے دیا جائے۔ ہر قسم کی ایسی غیر طبعی تحریکات، گندے خیالات اور ناپاک جذبات سے اپنے آپ کو بچایا جائے جو جنسی اعضاء میں اُکساہٹ پیدا کر کے منی کے اخراج کا باعث بنتے ہیں۔

(۲) جس برائی کو چھوڑنا ہو اور جس نیکی کو پیدا کرنا ہو اس کا دھیان کر کے رات کو سو جاؤ۔ ساری رات یہ خیال قائم رہے گا اور دل و دماغ پر اپنا اثر کرتا رہے گا۔ چند دن تک یہ مشق کرنے سے برائیوں سے نفرت اور نیکیوں کی طرف رغبت ہو جائے گی۔ سوتے وقت عمدہ کلمات یا آیات وغیرہ پڑھ کر سونا خاص طور پر مفید ہے۔

(۳) آج کل کے نوجوان تنگ پتلونیں استعمال کرتے ہیں جو کہ طبی نقطۂ نظر سے نقصان دہ ہیں کیونکہ ان سے جلد اور تناسلی اعضاء پر دباؤ پڑتا ہے۔ بار بار جیبوں میں ہاتھ ڈالنے سے بار بار تناسلی مقامات چھوتے رہتے ہیں۔ جس سے غیر قدرتی اکساہٹ پیدا ہوتی رہتی ہے۔ بہت سے نوجوانوں میں جلق وغیرہ کی عادات کا باعث عام طور پر تنگ پتلونیں ہیں۔

(۴) کئی نوجوانوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ گرم پانی کے ٹب میں بیٹھ کر نہاتے ہیں یا اکثر گرم پانی سے ہی نہاتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں میں حیاتیاتی کیڑے نہیں بن سکتے یا کم بنتے ہیں کیونکہ خصیوں کا ٹمپریچر اُن کے درجۂ حرارت سے بڑھ جاتا ہے اور زیادہ ٹمپریچر خصیوں پر اثر ڈالتا ہے اور کیڑے نہیں بن سکتے۔

(۵) اگر کوئی دماغی مرض نہ ہو تو نوجوانوں کو منی کی حفاظت کے لئے شیر کھ آسن ایک بہت ہی مفید عمل ہے جس کا طریقہ پیچھے درج کیا جا چکا ہے۔

اگر کوئی عادات بد میں گرفتار ہو جائے تو وہ کیا کرے ان کے لئے بھی لکھے دیتا ہوں کہ

(۶) کوئی بھی بیماری ہو جب تک معالج کی ہدایت پر عمل نہ کیا جائے مرض پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اس لئے سب سے پہلے اس عادتِ بد سے توبہ کرو۔ یہی سب سے بڑا پرہیز اور ہدایت ہے۔

(۷) خیالات صاف رکھو اور خیالات کی پاکیزگی کے لئے پاک وصاف لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔

(۸) نوجوانی میں گھوڑے وغیرہ کی زیادہ سواری کرنا منع ہے کیونکہ اس سے تناسلی اعضاء میں اُکساہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

(۹) سائیکل اور موٹر سائیکل کی سواری میں بھی خاص طور پر دباؤ پڑنے اور بار بار کے زور لگانے سے جذبۂ شہوت میں تحریک ہونے لگتی ہے۔ پس بلاضرورت اس کا استعمال کرنا مفید نہیں ہے جہاں تک ہو سکے ایسی سواری کو ترجیح دینا چاہئے۔ جس سے تناسلی اعضاء پر کوئی دباؤ یا اُکساہٹ پیدا کرنے والا بوجھ نہ پڑے۔

(۱۰) خوراک زود ہضم اور ہلکی کھاؤ، گرم اور تُرش اشیاء مثلاً لال مرچ، پیاز، چائے، گوشت، انڈا، شراب اور منشئی چیزوں وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۱۱) نوجوان مردوں اور عورتوں کی غذا نہایت سادہ ہونی چاہئے۔

(۱۲) حیوانی غذاؤں میں سے دودھ، مکھن، بالائی اور گرمی کی شدت وپیاس کو دور کرنے کے لئے دودھ اور میٹھے دہی کی ٹھنڈی اور تازہ لسی نہایت مفید و مناسب چیزیں ہیں۔

(۱۳) ضائع شدہ قوت کو پورا کرنے کے لئے زیادہ مقدار میں مقوی غذائیں

استعمال کرنے سے بدہضمی اور احتلام وغیرہ کی زیادتی ہو جاتی ہے اس لئے نہایت مناسب مقدار میں استعمال کرنی چاہئے۔

(۱۴) صبح سویرے سیر کرنی چاہئے اور ننگے پاؤں اوس پر چلنا چاہئے۔

(۱۵) مناسب ٹھنڈے پانی کے غسل بہت اچھے اور مفید ہے۔

(۱۶) قبض کبھی نہ ہونے دیں، مرض احتلام قبض کی وجہ سے بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اس لئے سوتے وقت اسبغول کا چھلکا نو گرام سے بارہ گرام کی مقدار میں ہمراہ شیرِ گرم یا پانی لینا چاہئے۔

(۱۷) رات کو کم سونا چاہئے، سونے کا وقت دس بجے سے صبح چار بجے تک ہونا چاہئے۔

(۱۸) روپیہ پیسہ اشتہاری نیم حکیموں اور سُنی سُنائی دوائیوں میں تباہ نہیں کرنا چاہئے۔

(۱۹) اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جسمانی قوت، قوتِ باہ، جریان، احتلام، اور کمزوری وغیرہ کے امراض جلد بازی اور اصولوں کی ناواقفیت سے کبھی دُور نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے لئے ماہر معالج اور تحمل اور برداشت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۲۰) میرے پیارے نوجوانو! اس حقیقت سے کسی کو انکار نہ ہوگا کہ عورت ذات کو نہ تو روپیہ پیسہ کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ زیور اور قیمتی لباس کی، بلکہ وہ تو چاہتی ہے کہ اس کا خاوند نہایت ہی تندرست اور مضبوط اعضاء والا ہو جس کو اپنی صحت، عزت، غیرت، اخلاق وغیرہ سب باتوں کا خیال ہو۔

خاوند کی عزت بیوی کے دِل میں صرف طاقت کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے اس لئے آپ کو چاہئے کہ شادی سے پہلے اپنی صحت اور طاقت کو تندرست کرلیں تا کہ شبِ عروسی میں نامرادی اور ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

(۲۱) جن اعضائے رئیسہ کا تعلق مردانہ طاقت کے ساتھ ہے اُن کا صحیح وسالم ہونا ضروری ہے۔ان میں قلب، دماغ، جگر اور گردے شامل ہیں۔

(۲۲) جس شخص کے گردے کمزور اور باردالمزاج ہوتے ہیں۔اُس کی قوت بھی قابلِ اطمینان نہیں ہوتی۔اس طرح اگر قوت کی حفاظت نہ کی جائے اور ملاپ وغیرہ کثرت سے کیا جائے تو گردے بھی کمزور ہو جایا کرتے ہیں۔ بہرحال گردوں کا طاقت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

(۲۳) آخر میں یہ بات یاد رکھیں کہ اگر آپ اپنی جوانی کے پھولوں کی بہار دیکھنا چاہتے ہیں تو اُٹھتی جوانی کے اس دور میں اپنی منی کی حفاظت کرو۔ اپنے ان پھولوں کو سنبھال کر رکھو جنہوں نے آپ کے خاندان کے گلشن کو رونق بخشنی ہے۔اس بات کا خیال رکھیں کہ ابھی منی کی رطوبت کچی شکل میں ہے۔ابھی منی کے وہ بیج یعنی منی کے کیڑے اچھی طرح پختہ نہیں ہوئے جنہوں نے نسل کو دوبارہ جنم دینا ہے۔اس لئے جوانی کی مکمل بہار دیکھنے کے لئے اسے محفوظ رکھا جائے۔

۷۵۔مقوی باہ مفرد ادویات کون کون سی ہیں؟

ج: مقوی باہ مفرد ادویات میں دار چینی، مصطگی، سلیخہ، تخمِ اُٹنگن، تخمِ کرنب، تخمِ ہالیون، تخمِ مولی، تخمِ کرفس، حبتہ الزلم، میتھی معہ شہد، حب الصنوبر ، اندر جو

شیریں، شاہ بن، فندق، پستہ، بادام، اخروٹ، ناریل، کتیرا، خشخاش، قرفہ، مشک، نخود، باقلا، لوبیا، قرطم، تل، گلنار، انگور، انجیر، کیلا پختہ، دارفلفل، مرچ سیاہ و سفید، عاقرقرحا، خولنجاں، ہینگ، قسط شیریں، میدہ، گگڑی، مولی، زنجبیل، مغز بنولہ، انیسون، تخمِ انجرہ، زعفران، اصل السوس، بسباسہ، تخمِ شلجم، تخمِ تربوز، تخمِ السی، عود ہندی، پوست ترنج، خصیۃ الثعلب، تخمِ خیارین، شقاقل مصری، فرفیون، سعد کوفی، لونگ، بیخ اذخر، سنبل الطیب، خارخسک، تخمِ پیاز، کنجشک (چڑا)، مچھلی، اونٹنی کا دودھ، عام دودھ، بیضہ مرغ، بطخ، تیتر، کبوتر، بٹیر، مرغی کا گوشت وغیرہ، مفرد مقوی ادویات ہیں۔

۷۶۔ مقوی باہ مرکب دوائیں کون سی ہیں؟

ج: مقوی باہ مرکب ادویات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سفوف مقوی:

کھجور کی گٹھلی کا آٹا، تودری سرخ، شقاقل مصری، تخمِ پیاز، تخمِ جرجیر، ہم وزن لے کر سفوف بنا کر استعمال کریں۔

خوراک: ساڑھے دس ماشہ صبح یا شام ہمراہ دودھ وغیرہ استعمال کریں۔ باہ کو تقویت دیتا ہے۔

۲۔ بوزیدان، اندر جو، گڑھ، حب شہدانج، ہر ایک ایک تولہ سوا تین ماشہ، خشخاش، تخمِ پیاز، تخمِ جرجیر، تخمِ انجرہ، ہر ایک نو ماشہ۔ سب ادویات کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔

خوراک: سات ماشہ ہمراہ شربت عدہ استعمال کریں۔

۳۔ اندر جو، تخمِ جرجیر، تخمِ شلجم ہر ایک ساڑھے چار ماشہ، سفوف کر کے ہمراہ شیر گھاؤ یا آب تازہ یا شربت انگور استعمال کریں۔

۴۔ دس اُبلے ہوئے انڈوں کی زردی لے کر خشک کر کے روغن گاؤ میں چرب کر کے (بھون کر) شیر گاؤ کے ساتھ خوب پکائیں جب خشک ہو جائے تو سفوف بنا کر استعمال کریں۔

۵۔ تخمِ مولی، تخمِ انجرا، تخمِ جرجیر، ہر ایک ایک تولہ نو ماشہ، قسط شیریں، عاقرقرحہ، ہر ایک سات ماشہ، شقاقل مصری، زنجبیل، ہر ایک ساڑھے دس ماشہ، خولنجاں، قولنج بری و بستانی ہر ایک ایک تولہ ساڑھے پانچ ماشہ۔ سفوف بنالیں۔

خوراک: ایک تولہ استعمال کریں۔

۶۔ ہدہد کا دل خشک کر کے سفوف بنا کر ہمراہ پانی استعمال کریں۔ اس سفوف کا طِلا بھی مفید ہے۔

۷۔ عاقرقرحا، تخمِ اٹنگن، مرچ سیاہ ہر ایک ساڑھے چار ماشہ، ہینگ خالص سوا دو ماشہ، تخمِ گاجر جنگلی، دارچینی، زنجبیل ہر ایک نو ماشہ، شہد خالص میں ملا کر رکھیں۔

خوراک: ساڑھے چار ماشہ استعمال کریں۔

نمبر ۸۔ عرق پیاز، آب مصفٰی، شہد خالص، سب ہم وزن ملا کر پکائیں۔ جب پانی اور عرق خشک ہو جائے تو آگ پر سے اُتار لیں۔ حسب برداشت مزاج دو تولہ سے چار تولہ تک رات کو استعمال کریں۔

۹۔ عاقرقرحا، زنجبیل، انیسون، ہر ایک دو تولہ، تخمِ جرجیر، نانخواہ، تخمِ رطبہ، ہر

ایک سات ماشہ پیس کر شہد میں معجون بنائیں۔

خوراک: نو ماشہ استعمال کریں۔ مقوی باہ ہے، سرد مزاج والوں کو خصوصاً مفید ہے، زائل شدہ قوت کو بحال کرتی ہے۔

۱۰۔ لہسن جنگلی، تخمِ جرجیر، زنجبیل، دال چینی ہر ایک۔ ایک تولہ۔ سب کو کوٹ کر تِل کر تیل میں معجون تیار کریں۔

خوراک: تین ماشہ تک استعمال کریں۔ مقوی باہ ہے، قضیب کو سخت اور تُند کرتی ہے، باہ کو بڑھاتی ہے۔

۱۱۔ گاجر اور سیب کا مربہ بھی باہ کے لئے مفید ہیں۔ دیگر اعضائے رئیسہ کے لئے بھی بہترین ہیں۔

۷۷۔ مقوی باہ اغذیہ کون کون سی ہیں؟

ج: مقوی باہ اغذیہ میں بھیڑ کا گوشت، چاول، فیرنی، دودھ، مغز کبوتر، مغز چڑا، گاجر، شلجم، چنا، پیاز، نیم برشٹ انڈہ ہمراہ دارچینی، سیاہ مرچ، خولنجاں، بیضہ ماہی، چھوٹی مچلی کا گوشت، اگر سردی ہو تو گوشت مچھلی میں سونٹھ، دار فلفل، لونگ، الائچی، دارچینی، جائفل، جاوتری وغیرہ ڈال لیں۔ گندنا، پودینہ، مقوی باہ ہے، اعضائے باہ کو بہت زیادہ قوی کرتا ہے، قضیب کو سخت کرتا ہے، شہوت بڑھاتا ہے۔ زعفران، میدہ بجائے پانی کے دودھ کے ساتھ استعمال، پیاز بریاں انڈوں کے ساتھ کھانا، گرم مزاج والوں کے لئے دہی، شیرِ گاؤ، ماہی بریاں گرم، تربوز، کھیرا، ککڑی، لوکی (کدو)، تازے میوے، ترسبزیاں کھانا بہت مقوی ہے۔

سرد مزاج والوں کے لئے انڈہ بہت مفید ہے، منی کو زیادہ کرتا ہے، باہ کو قوت دیتا ہے۔ مغزِ حیوانات بھی مقوی باہ اور مولد منی ہے۔

اغذیۂ مرکبہ میں!

(۱) چنا، باقلا، سفید پیاز، دودھ میں پکائیں۔ زردی بیضۂ مرغ، روغن زیتون اور گرم مصالحہ ڈال کر پھر پکائیں، پک جائے تو استعمال کریں۔ مقوی باہ ہے۔

(۲) چنا، ہالیون، سفید پیاز، لوبیا۔ سب کو ملا کر پکائیں جب گل جائیں تو زردی بیضۂ مرغ خوب ملائیں اور قدرِ بطخ یا مرغابی کی چربی ڈال کر پکائیں، مفید ہے۔

(۳) چار عدد سفید پیاز لے کر تنور میں بھونیں، پھر چھلکا دور کر کے خوب کوٹ لیں۔ پاؤ بھر قیمہ جس کی یخنی نکال لی گئی ہو لے کر پیاز کے ساتھ ملائیں، پھر یخنی شامل کر لیں۔ پھر بیس عدد زردی بیضۂ مرغ شامل کر کے خوب حل کریں، نمک بقدرِ ضرورت ڈالیں، بعد ازاں ذیل کا گرم مصالحہ شامل کریں اور گھی میں بھون کر گاجر یا پیاز میں بھون کر استعمال کریں۔ نہایت لذیذ ہے، محرک ہے، بہترین مؤثر ہے۔

گرم مصالحہ: دار فلفل، سُونٹھ، ہر ایک تین تین تولہ، لونگ، انیسون ہر ایک ایک تولہ پانچ ماشہ، جوز بوا، بسباسہ ہر ایک سات ماشہ پیس کر شامل کریں۔ بھونی ہوئی پیاز میں یہ گرم مصالحہ ڈال کر کھانا بہت مقوی باہ ہے، نیم برشٹ انڈے کی زردی میں اس کو چھڑک کر سوتے وقت کھانا مولد منی اور

مقوی باہ ہے، شہوت میں ہیجان پیدا کرتا ہے، طبیعت کو جوش میں لاتا ہے۔

(۴) سات عدد زردی بیضۂ مرغ، شہد، مکھن ہم وزن ڈال کر خوب حل کریں اور نرم آنچ پر پکائیں۔ جب بستہ ہو جائے تو نان کے ساتھ کھائیں۔

(۵) چنے کی دال گائے کے دودھ میں رات بھر بھگو رکھیں۔ پھر کوٹ کر پانچ عدد انڈے حل کر کے گھی میں بھون لیں۔ باہ کے لئے بہترین اور مفید ہے۔

(۶) گاجریں اُبال کر پانی ڈال کر گوشت، قیمہ، چربی اور پیاز میں پکائیں۔ تیار ہونے کے بعد روغنِ زیتون اور تین عدد زردی بیضۂ مرغ شامل کر کے زیرہ، دارچینی، خولنجاں اضافہ کر کے استعمال کریں۔ پُشت کو مضبوط کرتا ہے، گردوں کو قوی کرتا ہے اور باہ کو زیادہ کرتا ہے۔

(۷) رازی کا قول ہے کہ انگور شیریں باہ کو بہت زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں کیونکہ انگور کھانے سے بدن میں رطوبت اور ریاح پیدا ہوتے ہیں اور ریاح سے ایستادگی اور جوش وقوت پیدا ہوتی ہے۔

(۸) چنے بھگو کر کھانا اور اس کا کس قدر پانی پینا مقوی باہ ہے۔

(۹) آبِ ناریل گھی اور شہد کے ساتھ استعمال کرنا مقوی اور مبہی ہے۔

(۱۰) مغزِ چڑا خانگی، گوشت بطخ، گوشت چوزہ، تخمِ جرجیر، زنجبیل، پیاز، دار فلفل، سب ملا کر پکا کر استعمال کریں۔

منی میں اضافہ ہوتا ہے، ایستادگی پیدا ہوگی، مقوی اور مبہی ہے۔

(۱۱) سفوف باقلا، خولنجاں اور زنجبیل ہم وزن ملا کر کھانا مقوی ہے۔

(۱۲) زنجبیل، شہد۔ زنجبیل کو شہد میں ملا کر استعمال کرنا۔ قوتِ باہ کے لئے

نہایت مفید ہے۔ میرے اُستادِ محترم کا بتلایا ہوا زبردست علاج ہے۔

(۱۳) مربہ جات مثلاً گاجر کا مربہ، سیب کا مربہ، بہی کا مربہ، ہرڑ کا مربہ، آملے کا مربہ، اندرائن کا مربہ اور اس طرح کے دیگر مربہ جات اعضائے رئیسہ کے لئے مفید ہے علیحدہ علیحدہ اور اکٹھے بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

(۱۴) کھجور اور کھجور کا مربہ جسمانی قوت اور جنسی قوت کے لئے لاجواب ہیں۔ کھجور کی گُٹھلی نکال کر اُس کو شیرے میں ڈال کر بطریق معروف مربہ تیار کر لیں۔

آخری بات

قدرت نے انسان کو متعدد طاقتوں سے نوازا ہے۔ دیکھنے، سننے، چکھنے، سونگھنے کی قوت اور ان قوتوں کو کام میں لانے کے لئے عقل وفہم کی قوت عطا کی ہے، ان تمام قوتوں پر علیحدہ علیحدہ محنت کی گئی اور ان کے سپیشلسٹ تیار ہوئے، جنہوں نے ہمیں ان طاقتوں سے متعلق مفید اور ضروری ہدایات دیں۔

جنسی خواہش بھی قدرت کا ایک گرانقدر عطیہ ہے، یہ قوت بھی عقل کی رہنمائی کی بہت زیادہ محتاج ہے۔ اس قوت کو سمجھنے اور صحیح طریقہ پر استعمال کرنے کے کچھ اُصول وضوابط بھی ہیں اور ان کے دوررس نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ تہذیب وتمدّن اور شرم وحیاء کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہم اپنے جسم کی قوت کو نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھیں اور اس کے متعلق بات کرنا بھی گناہ سمجھیں۔ جذبہء جنس کو حیوانیت یا نفس پرستی پر مبنی سمجھ کر ہم کبھی بھی آسودگی محسوس نہیں کرسکتے۔ بلکہ عقل وفہم کی رہنمائی میں ان طاقتوں کو استعمال کرنا ہی انسانیت ہے اور عقل کی گرفت سے آزاد ہوکر ان قوتوں کا نام حیوانیت ہے، خواہ وہ دیکھنے، سننے کی طاقت ہو یا کوئی دوسری قوت۔ پھر مردانہ قوت پر بات چیت اور اس کا تذکرہ کرنا کیسے خلافِ تہذیب اور لائق نفرت ہوگیا۔

یہ درست ہے کہ آج مغربی ممالک نگس پرستی کا شکار ہیں۔ لیکن مشرق بھی جنسیات کے بارے میں گھٹن کا شکار ہے۔ خود ہمارے ملک میں نہ جانے کتنے نوجوان غلط فہمیوں کی وجہ سے چلتی پھرتی لاش بن گئے۔ جنسی تقاضوں سے خائف ہونے اور جنسی مسائل پر خاموشی اختیار کرنے سے مشکلیں دور نہیں ہو سکتیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر ضروری شرم وحیاء کئے بغیر جنسیات کے بارے میں صحت منداور مثبت نظریات کو عام کیا جائے اور جنس سے لاعلمی کے اس زمانے میں صحیح جنسی استعمال کے فرائض سرانجام دیئے جائیں۔ انہی مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔ جہاں تک ممکن ہوسکا آسان ترین زبان میں مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ مگر اس کے باوجود اگر کسی جگہ وضاحت کی ضرورت پیش آئے تو رابطہ کیا جا سکتا ہے اور اس سلسلہ میں جو تجاویز وغیرہ بھی پڑھنے والوں کے نزدیک مناسب ہوں ان سے آگاہ کیا جائے۔ ادویات کے سلسلہ میں اپنے قریب کسی ماہر معالج سے ضرور مشورہ کرلیں یا مجھے لکھیں میں ہر طرح کی مدد کے لئے تیار ہوں۔

خط وکتابت کیلئے:

حکیم مرزا اصفدر بیگ

چک مغلاں ڈاکخانہ کالا گجراں، تحصیل وضلع جہلم پاکستان

Mob: 0314-5444931

Email: safdarbaig.bc@gmail.com

میڈیکل ہیلتھ سیریز میں ہماری دیگر کتب

طبِ نبوی اور جدید دور	ڈاکٹر شہزاد ایم اے بٹ	250.00
امراضِ خاص، اپنا علاج خود کیجئے!	ڈاکٹر شہزاد ایم اے بٹ	120.00
امراضِ نسواں، اپنا علاج خود کیجئے!	ڈاکٹر شہزاد ایم اے بٹ	120.00
شہد، اپنا علاج خود کیجئے!	ڈاکٹر شہزاد ایم اے بٹ	90.00
شوگر، اپنا علاج خود کیجئے!	ڈاکٹر شہزاد ایم اے بٹ	80.00
بچوں کے امراض	ڈاکٹر شہزاد ایم اے بٹ	80.00
آکو پنکچر گائیڈ	ڈاکٹر شہزاد ایم اے بٹ	80.00
میرج گائیڈ	حکیم مرزا اصغر بیگ	120.00
شادی کے ابتدائی ایام	حکیم مرزا اصغر بیگ	80.00
حمل سے پیدائش تک	حکیم مرزا اصغر بیگ	80.00
پھلوں اور سبزیوں سے علاج	حکیم مرزا اصغر بیگ	90.00
بالوں کی بیماریاں	شاہین نواب	90.00
بیوٹی گائیڈ	شاہین نواب	90.00
آدابِ مباشرت	ڈاکٹر ساجد مشتاق	60.00
گردہ، اپنا علاج خود کیجئے!	ڈاکٹر ساجد مشتاق	120.00

بک کارنر شوروم

بالمقابل اقبال لائبریری، بک سٹریٹ، جہلم پاکستان